اسلام کی تعلیم

محمد عبدالحی

مکتبہ الحسنات رامپور (یوپی)

پہلی بار ....

دوسری بار ....

تیسری بار ....

تعداد اشاعت دو ہزار

مکتبہ الحسنات رامپور

سے شایع ہوئی

مطبوعہ جید برقی پریس دہلی

) N.P. — —

تعارف

اس کتاب میں بہت آسان زبان میں اسلام کے عقیدے اور روز کام آنے والے کچھ مسئلے لکھے گئے ہیں۔ جو لوگ اونچی کتابوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے وہ اس کتاب کی مدد سے اسلام کے بارے میں ضروری باتیں جان سکتے ہیں۔ معمولی اُردو جاننے والے تمام مسلمانوں کے لیے یہ کتاب انشاءاللہ بڑے کام کی ثابت ہوگی۔

اسلام کے سارے حکموں کی بنیاد قرآن اور حدیث پر ہے لیکن ہر آدمی کے بس کی بات نہیں کہ وہ ہر حکم کو خود قرآن اور حدیث سے معلوم کرے۔ یہ کام کچھ عالم لوگوں نے کیا ہے اور لوگوں کی آسانی کے لیے سارے حکم کھول کھول کر بتا دیے ہیں۔ اس سلسلے میں چار عالم بہت مشہور ہیں :-

امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ (ان سب پر اللہ کی رحمت ہو)۔

ان چاروں بزرگوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ قرآن اور حدیث

سے ہی نکال کر لکھا ہے مگر تم جانو جب الگ الگ آدمی کسی بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کی باتوں میں کہیں نہ کہیں کوئی فرق بھی ہو جاتا ہے۔ چونکہ ان سب بزرگوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ ایمانداری کے ساتھ قرآن اور حدیث ہی کو سامنے رکھ کر لکھا ہے اس لیے سب مسلمان ان چاروں کی بتائی ہوئی باتوں کو سچا جانتے ہیں۔ لیکن زندگی کے روزمرہ کے کاموں میں بات تو کسی ایک کی ہی مانی جا سکتی ہے اس لیے عام طور پر مسلمان ان چاروں میں سے کسی ایک کی بات مانتے ہیں۔

کچھ مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ قرآن اور حدیث جاننے والے لوگوں کے لیے ضروری نہیں کہ وہ ان چاروں میں سے کسی ایک کی بات مانیں انھیں خود قرآن اور حدیث کو سامنے رکھ کر یہ طے کر لینا چاہیے کہ ہم کیا کریں۔ یہ لوگ اہلِ حدیث کہلاتے ہیں ان کی بات بھی غلط نہیں ہے۔ اگر سچ مچ کوئی ایسا عالم ہے کہ خود قرآن اور حدیث سے ساری باتیں معلوم کر سکتا ہے تو اسے کسی خاص آدمی کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن سوچنے کے قابل بات یہی ہے کہ ایسے عالم کتنے ہوتے ہیں۔ معمولی پڑھے لکھے مسلمانوں کو کسی نہ کسی عالم پر بھروسہ تو کرنا ہی پڑتا ہے۔

یہ بات تم کو اس لیے بتائی گئی کہ ہم نے اس کتاب میں وہ طریقے بیان کیے ہیں جن کو حضرت امام ابو حنیفہؒ اور ان کے ساتھیوں نے بیان کیا ہے۔ بہت سی باتوں میں تم یہ سنو گے کہ کسی دوسرے امام کے بتائے ہوئے طریقے کچھ الگ ہیں۔ خاص طور پر اہلِ حدیث لوگوں کے طریقوں میں تم کو کتنی ہی باتیں الگ دکھائی دیں گی۔

جب اس طرح کی کوئی بات تمھارے سامنے آئے تو تم اس کو کبھی غلط نہ کہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بھی کسی عالم نے قرآن اور حدیث کو سامنے رکھ کر ہی نکالی ہو۔ تم کو یہ اختیار ہے کہ تم کسی ایک عالم کی بات مانو لیکن تمھارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تم دوسرے کی بات کو غلط بتاؤ۔ چاروں اماموں کی بات ماننے والے اور قرآن اور حدیث سے خود حکم معلوم کرنے والے اہلِ حدیث سب ٹھیک راستے پر ہیں ان میں کسی ایک کو ہی ٹھیک کہنا اور باقی سب کو غلط کہنا اچھا نہیں۔ ناسمجھ اور جھگڑالو لوگ اس بارے میں اکثر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں تم ایسے سب جھگڑوں سے دور ہی رہو۔

ابو سلیم

۲ر شوال ۱۳۷۵ھ

اسلام کی تعلیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اگر تم سے کوئی کہے کہ یہ ریل گاڑی، جو ہزاروں مُسافروں کو اِدھر سے اُدھر لے جاتی ہے آپ سے آپ بن گئی ہے، اس کا کوئی بنانے والا نہیں ہے، یہ آپ سے آپ چلتی ہے، جب چاہتی ہے ٹھہر جاتی ہے اور جب چاہتی ہے چل پڑتی ہے، تو کیا تم اُس کی بات مان لوگے؟ تم کہوگے کہ چاہے میں نے ریل گاڑی کے بنانے والے کو نہ دیکھا ہو اور چاہے اُس کا چلانے والا بھی میرے سامنے نہ ہو لیکن میں یہ نہیں مان سکتا کہ یہ کسی بنانے والے کے بغیر بن گئی ہے اور کسی چلانے والے کے بغیر ہی چلتی اور ٹھہرتی ہے۔

ریل گاڑی تو بڑی چیز ہے تم تو یہ بھی نہیں مان سکتے کہ یہ کرسی، یہ مکان، یہ برتن، یہ قلم یا کوئی بھی چیز کسی بنانے والے کے بغیر بن گئی ہے یا بن سکتی ہے۔ تم کہوگے کہ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی کہ کوئی چیز بھی کسی بنانے

والے کے بغیر بن جائے اور نہ میں ایسی بات مان سکتا ہوں۔

اب ذرا اس دنیا کو دیکھو۔ یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں، یہ چاند اور سورج جن سے ہماری زمین پر روشنی ہو رہی ہے اور یہ کروڑوں تارے جو آسمان پر جگمگاتے ہیں۔ یہ ہوائیں، یہ سمندر، یہ طرح طرح کے جانور، چڑیاں اور پھر انسان ــــ ہم اور تم ــــ کیا یہ سب کچھ آپ سے آپ بن گئے ہیں؟ اگر کوئی ایسی بات کہے تو کیا تم اس بات کو مان لوگے؟ تم کہوگے کہ جب ایک کرسی، ایک مکان، مٹی کا ایک برتن، پڑھنے کی کتاب اور لکھنے کا قلم جیسی چیزیں آپ سے آپ نہیں بن سکتیں تو بھلا ایسی بڑی بڑی چیزیں کسی بنانے والے کے بغیر کیسے بن سکتی ہیں؟ ایسی بات کہنا بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔

سورج ہماری زمین سے سیکڑوں گنا بڑا ہے اور اس کائنات میں نہ جانے کتنے اور سورج ہیں جو اس سے بھی سیکڑوں گنے بڑے بتائے جاتے ہیں۔ پھر آسمان میں چاند ہے، کروڑوں بڑے بڑے تارے ہیں، اور یہ سب اپنے اپنے راستے پر گھوم رہے ہیں۔ کیا مجال کہ ان میں سے کوئی اپنے راستے سے ہٹ جائے اور دوسرے سے ٹکرا جائے، یا اُن کی چال بال برابر بھی اِدھر سے اُدھر ہو جائے۔ سورج اپنے وقت پر نکلتا اور ڈوبتا ہے۔ چاند جس راہ پر چل رہا ہے اُس سے کبھی

نہیں ہٹتا۔ سورج کی گرمی سمندر کے پانی کو بھاپ بنا کر اڑاتی رہتی ہے ہوائیں اس بھاپ کو لے کر آگے بڑھتی ہیں۔ اپنے وقت پر یہ بھاپ پھر پانی بن جاتی ہے اور بارش ہونے لگتی ہے، کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ سورج اپنی گرمی کو روک لے یا پانی بھاپ بننے سے انکار کر دے یا ہوائیں اپنا کام چھوڑ دیں۔ نہیں، بلکہ جو جس کام پر لگا ہوا ہے وہ برابر اپنا کام کر رہا ہے۔

بارش ہماری زندگی کا سہارا ہے۔ جب پانی برستا ہے زمین سے قسم قسم کے اناج اور پودے پیدا ہوتے ہیں۔ ان سے تمام جاندار پلتے ہیں۔ پانی نہ برسے تو یہ زمین کچھ ہی دنوں میں چٹیل میدان ہو جائے نہ جانور دکھائی دیں اور نہ چڑیاں اور نہ آدمی ہی یہاں زندہ رہ سکے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا اس دنیا کا یہ سارا کارخانہ آپ سے آپ ہی چل رہا ہے؟ کوئی اس کو چلانے والا اور اس کی دیکھ بھال کرنے والا نہیں ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس دنیا کا ایک پیدا کرنے والا ہے اور وہی اس کا بندوبست بھی کر رہا ہے وہ اللہ ہے وہی سب کا پیدا کرنے والا ہے اور اسی کے حکم سے دنیا کا یہ کارخانہ چل رہا ہے۔ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مرضی سے ہو رہا ہے۔ کوئی چیز نہ آپ سے آپ بنی ہے اور نہ کوئی کام آپ سے آپ ہو رہا ہے۔

اب ذرا خود اپنے آپ کو دیکھو تم کو کتنا خوب صورت جسم دیا گیا ہے
اور اس جسم میں کیسی کیسی صلاحیتیں رکھی گئی ہیں۔ تم بولتے ہو یا یوں کہو کہ اپنی
زبان، ہونٹ اور گلے کے پٹھوں کو کچھ اس طرح حرکت دیتے ہو کہ اس
سے آواز پیدا ہوتی ہے اور تم جس طرح چاہتے ہو اس آواز کو لفظوں کی
شکل میں ڈھال لیتے ہو۔ ان لفظوں کا کچھ مطلب ہوتا ہے۔ جو بات تمھارے
دل میں ہوتی ہے اُسے تم لفظوں کی شکل میں دوسرے انسان تک پہنچا دیتے
ہو یہ کام ہر شخص کر سکتا ہے، اور کسی تکلیف کے بغیر برابر کرتا رہتا ہے۔ اس
لیے تم کبھی یہ سوچتے ہی نہیں کہ یہ بولنا یا بات کرنا کتنی بڑی بات ہے۔ تم نے
ایسے لوگ دیکھے ہوں گے جو بول نہیں سکتے۔ وہ پیدائشی گونگے ہوتے ہیں،
آج تک انسان کوئی ایسا آلہ نہ بنا سکا کہ یہ گونگے اُس کی مدد سے بول سکتے۔

تم سنتے ہو یا یوں کہو کہ کسی دوسرے آدمی، جانور یا چڑیا کے بولنے یا
کسی اور طرح آواز پیدا کرنے والے ذریعوں سے ہوا میں جو لہریں پیدا ہوتی
ہیں وہ جب تمھارے کانوں سے ٹکراتی ہیں تو تم کو معلوم ہو جاتا ہے کہ کوئی
کیا بات کہہ رہا ہے یا کون سا جانور چلّا رہا ہے اور کون سی چڑیا چہک رہی
ہے یا کوئی ڈھول پیٹ رہا ہے یا کسی اور طرح کی آواز پیدا کر رہا ہے۔
تمھارا یہ سُننا آج تک کسی سائنس جاننے والے کی سمجھ میں نہ آسکا کہ ہوا
میں جو لہریں پیدا ہوتی ہیں ان سے کس طرح تمھیں معلوم ہو جاتا ہے کہ

کہنے والا کیا کہہ رہا ہے، اور یہ آواز کیسی ہے؟ تم نے ایسے لوگ دیکھے ہوں گے جو سُن نہیں سکتے۔ کچھ پیدائشی بہرے ہوتے ہیں، کچھ بعد کو ہو جاتے ہیں۔ آج تک آدمی کوئی ایسا آلہ نہ بنا سکا جو اس کو سُننے کا کام دے سکتا اسی طرح تمھارا دیکھنا، تمھارا سونگھنا اور سب سے زیادہ تمھارا سوچنا اور سمجھنا، یہ سب ایسے انوکھے کارنامے ہیں کہ ان جیسے کام نہ آج تک کوئی کر سکا اور نہ آگے اس کی امید ہے کہ کوئی ایسے کام کر سکے۔ انسان کے بس میں نہیں کہ وہ کسی گونگے کو بولنے، کسی بہرے کو سُننے یا کسی اندھے کو دیکھنے کی طاقت دے سکے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ بولنے، سُننے اور دیکھنے والا انسان جس کے پاس عقل ہے اور جو ایسے ایسے کام کر سکتا ہے جنھیں دیکھ کر بڑا اچنبھا ہوتا ہے، کیا یوں ہی آپ سے آپ بن گیا ہے؟ اس کے بدن کا ایک ایک حصہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اسے کسی بہت ہی ہوشیار انجینیر نے بنایا ہے، ایسا انجینیر جس کے برابر کوئی دوسرا نہیں، ہم سب جانتے ہیں کہ انسان ماں کے پیٹ میں بنتا ہے مگر کیا انسان کے بننے کی اس فیکٹری میں ماں کو کچھ اختیار ہے؟ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماں انسان کو بناتی ہے؟ کیا باپ وہ انجینیر ہے جو انسان کو بناتا ہے؟ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ انسان کو بنانے والی نہ ماں ہے اور نہ باپ۔ ایک چھوٹی

سی ہتھیلی میں اتنے چھوٹے چھوٹے دو کیڑے جن کو ہماری آنکھیں دیکھ بھی نہیں سکتیں. آپس میں مِل جاتے ہیں. ماں کے خون سے ان کو خوراک ملنے لگتی ہے اور وہ ساری چیزیں جن سے انسان بنتا ہے اسی خون کے ذریعہ پہنچتی رہتی ہیں. کیا ماں ان چیزوں کو پہنچا رہی ہے؟ اس بے چاری کو تو یہ پتہ تک نہیں ہوتا کہ اس کے پیٹ کی فیکٹری میں جو انسان بن رہا ہے اس کو کس کس چیز کی ضرورت ہے اور وہ اُسے کہاں سے پہنچائے. ماں جو کچھ کھاتی اور پیتی ہے اسی میں سے وہ ساری چیزیں کھنچ کھنچ کر خون کی شکل میں پہنچتی رہتی ہیں اور ڈھیر سے ڈھیر سے انسان کا جسم بنتا رہتا ہے. کون کہہ سکتا ہے کہ یہ کام ماں کر رہی ہے.

تھوڑے ہی دنوں میں گوشت کا ایک لوتھڑا سا بن جاتا ہے اور اسی لوتھڑے میں جہاں آنکھیں بننا چاہئیں وہاں آنکھیں بن جاتی ہیں. جہاں کان بننا چاہئیں وہاں کان بنتے ہیں. دل بنتا ہے جگر اور پھیپھڑے بنتے ہیں. خون کو دوڑانے والی رگیں بنتی ہیں. سوچنے والا دماغ بنتا ہے اور وہ ساری چیزیں بنتی ہیں جن سے مِل کر انسان بنتا ہے. پھر اُس میں جان پڑتی ہے. دیکھنے سننے کی طاقت آتی ہے. اور لو وہی فیکٹری جہاں نو مہینے تک انسان بنتا رہا تھا. اب اُسے ڈھکیل کر باہر کر دیتی ہے. باہر آتے ہی پھیپھڑے اپنا کام شروع کر دیتے

ہیں اور انسان کا یہ کمزور جسم باہر کی ہوا اور دوسری چیزوں سے طاقت حاصل کرنے لگتا ہے۔ ماں کی چھاتیوں میں اُس کے لیے پہلے سے دُودھ موجود رہتا ہے جسے تم جانتے ہو، ماں نہیں بناتی۔ اسی طرح لاکھوں آدمی آئے دن پیدا ہوتے رہتے ہیں، جن میں سے ہر ایک الگ الگ صورت کا ہے۔ شکل وصورت میں مختلف ہے کسی کی عقل زیادہ کسی کی کم۔ کسی میں کوئی طاقت زیادہ ہے تو کسی میں کوئی۔ ہر ایک کا مزاج الگ، خیالات الگ اور ہر ایک کی قابلیتیں الگ۔ اس بات کو جتنا سوچو گے تمھاری عقل اتنی ہی حیران رہ جائے گی اور تمھارا دل پکار اُٹھے گا کہ ایسے کارنامے کسی بڑی طاقت والے "انجینئر" کے بغیر نہیں ہو سکتے۔ وہی اللہ ہے، سب کا پیدا کرنے والا۔ اس کے سوا کسی دوسرے میں یہ طاقت نہیں کہ وہ کچھ بھی پیدا کر سکے۔

اچھا اب ایک اور بات پر غور کرو۔ تم جانتے ہو کہ کوئی کام بھی چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا کبھی ٹھکانے سے پورا نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کام کے پورا کرنے کی ذمہ داری کسی ایک ہی شخص پر نہ ہو۔ کسی محکمے کے دو افسر، کسی صوبے کے دو گورنر، کسی راج کے دو راجہ اور کسی ملک کے دو وزیر اعظم تم نے کبھی نہ سُنے ہوں گے۔ اور اگر کہیں ایسا ہو تو پھر وہاں کا کام کبھی ٹھیک نہیں چل سکتا۔ ذمہ دار کوئی ایک ہی ہو سکتا ہے۔

اب ذرا اپنے چاروں طرف اس وسیع دُنیا اور اُس کے کاموں کو دیکھو کہ وہ کس طرح چل رہے ہیں۔ یہ زمین جس پر ہم رہتے ہیں۔ اس کو دیکھو، جب آسمان سے اس پر بارش ہوتی ہے تو نباتات کے بیج اس میں اُگ آتے ہیں، زمین میں ایسے اجزا ملے ہوئے ہیں جو پودوں کی خوراک کا کام دیتے ہیں۔ بارش ہونے کے لیے تم جانتے ہو کہ سورج کی گرمی کی ضرورت ہے جس سے سمندر کا پانی بھاپ بن جاتا ہے۔ اس بھاپ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے ہوا کو کام کرنا پڑتا ہے۔ پودوں کے جمنے کے لیے جتنی گرمی کی ضرورت ہے وہ بھی سورج سے آتی ہے۔ چاند کو بھی کچھ کام کرنا پڑتا ہے۔ اور اتنا ہی نہیں اب تو سائنس جاننے والوں نے یہ بتا دیا ہے کہ پودوں کے جمنے کے لیے زمین میں طرح طرح کے کیڑے بھی کام کرتے رہتے ہیں یہ ہوا سے نائٹروجن لیتے ہیں اور پودوں کے لیے خوراک بناتے ہیں۔ چیزوں کو گلاتے اور سڑاتے ہیں جس سے کھاد بنتی ہے اور اسی کھاد سے پودوں کو خوراک ملتی ہے۔ غرض یہ کہ ایک دانے کے جمنے اور ایک پودے کے بڑھنے اور پھلنے کے لیے سورج، چاند، ہوا، بادل اور بارش سے لے کر زمین میں کام کرنے والے لاکھوں کیڑوں تک نہ جانے کن کن کو کام کرنا پڑتا ہے جب کہیں جا کر پودا اُگتا ہے۔ پھر یہ سب کام کرنے والے اپنے اپنے وقت پر کام کرتے ہیں۔ گویا سب کسی ایک ہی

کے ستارے برابر اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

اب ذرا آسمان کی طرف دیکھو۔ سورج ایک لگے بندھے طریقے پر کام کر رہا ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ رات اپنے وقت سے پہلے آجائے یا دن اپنے وقت سے پہلے نکل آئے۔ سردی اور گرمی کے موسم میں بھی تبدیلی ہو جائے۔ چاند کو دیکھو اس کی چال میں بھی کبھی فرق نہیں ہوتا جس وقت اس کی جو شکل دکھائی دیتی ہے، ویسی ہی دکھائی دیتی ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ مہینہ بھر کے بدلے پندرہ یا بیس ہی دن میں نیا چاند دکھائی دے جائے پھر ایک چاند اور سورج ہی کیا، آسمان میں تو کروڑوں تارے اپنی اپنی چال پر چل رہے ہیں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں معلوم ہوتا ہے سب کسی مشین کے پرزوں کی طرح اپنے اپنے کام پر لگے ہوئے ہیں نہ کسی کی چال بدلتی ہے اور نہ کوئی اپنا راستہ بال برابر چھوڑتا ہے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر یہ کیا بات ہے کہ زمین سے دانے کے اُگانے کے لیے جن جن اسباب کی ضرورت ہے وہ سب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے بے بس ہیں کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ ہوا، پانی، سورج، چاند یا دوسری چیزوں میں سے کوئی چیز بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنا چھوڑ دے اور زمین سے دانہ نہ اُگے یا ہوا کو جو کام کرنا ہے وہ اُس کے کرنے سے انکار کر دے۔ پانی کو مٹی کے ساتھ مل کر جو

کام کرنا ہے وہ اُن کے بدلے کچھ اور کام کرنے لگے۔ سورج کی گرمی اناج کو پکانا چھوڑ دے اور زمین، بیج کو جمانے اور پودے کو خوراک دینے کا کام نہ کرے۔ کروڑوں برس سے یوں ہی ہوتا چلا آرہا ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پانی نے جلانے کا کام کیا ہو یا آگ سے سردی پیدا ہوئی ہو۔ آخر اس کا کیا سبب ہے کہ دنیا کے سارے کاموں میں ایک نہ ٹوٹنے والا تعاون اور تعلق موجود ہے اور کبھی اس میں خرابی نہیں پڑتی اس سوال کا جواب تم اس کے سوا اور کیا دے سکتے ہو کہ یہ سارا کا سارا کام کسی ایک شہنشاہ اور ایک ہی مالک کے اشاروں پر ہو رہا ہے کوئی ایک ہی منتظم ہے جو اس ساری دنیا کا انتظام کر رہا ہے اور ایک خدا ہے جس کے حکم سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے اگر کہیں اس دنیا میں دس بیس کا حکم چلتا تو کبھی یہاں کے کاموں میں ایسا تعاون نہ پایا جاتا۔ دس بیس تو کیا اگر خدا دو بھی ہوتے تو دنیا کا انتظام گڑبڑ ہو جاتا۔ ایک معمولی سے دفتر اور ایک چھوٹے سے راج میں ایک سے زیادہ ذمہ دار ہوتے ہیں تو سارا کام چوپٹ ہو جاتا ہے۔ دو خداؤں کے ہوتے اتنی بڑی دنیا کا کام کبھی ٹھیک نہیں چل سکتا تھا۔

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ خدا تو ایک ہی ہے لیکن بہت سے دیوی دیوتا مل کر اُس کا ہاتھ بٹاتے اور دنیا کا کام چلاتے ہیں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ خدا وہی ہو سکتا ہے جو اتنا قوی ہو کہ اُسے کسی کی مدد کی ضرورت نہ

اُسے قادرِ مطلق ہونا چاہیے اور اُس کے ہوتے کسی دوسرے کا اختیار نہ چلنا چاہیے۔ اُس نے کسی کو اپنی سلطنت میں شریک نہیں بنایا اور اس کی مرضی کے خلاف کسی دوسرے میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اس کی سلطنت میں بااختیار بن بیٹھے۔ جو لوگ اس قسم کی کوئی بات مانتے ہیں وہ بڑے دھوکے میں ہیں۔ جس طرح یہ بات سچ ہے کہ یہ دنیا کسی خدا کے بغیر نہیں بنی ہے اسی طرح یہ بات بھی سچ ہے کہ وہ خدا ایک ہی ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، وہ سارا کام خود چلا رہا ہے اُسے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں، وہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس کی مرضی کے خلاف دم مار سکے۔

مسلم اور کافر

ساری دنیا اللہ نے بنائی، وہی اس دنیا کا مالک ہے، دنیا کی ہر
چیز اسی کام میں لگی ہوئی ہے جس کام کے لیے اُس کے مالک نے اُسے
بنایا ہے۔ ہر ایک کے لیے اُس مالک نے کچھ قاعدے اور اُصول بنا دیے
ہیں، ان اصولوں سے بال برابر ہٹنا کسی کے بس میں نہیں۔ پانی کے بہنے
بھاپ بن کر اُڑنے اور ٹھنڈ پا کر جم جانے کے جو اصول بنا دیے گئے ہیں
وہ اُن سے باہر نہیں جا سکتا۔ سورج، چاند اور تاروں کے لیے جو اصول
ہیں وہ اُن پر ہی کام کرنے کے لیے مجبور ہیں۔ زمین سے پودوں کے اُگنے
اور اُن کے بڑھنے اور پلنے کے لیے اُن کے مالک نے جو طریقے مقرر کر دیے
ہیں اُن کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہر چیز کے لیے قاعدے اور
قانون مقرر ہیں ان کو چھوڑ کر کوئی اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا۔ سب اپنے پیدا
کرنے والے کے تابعدار ہیں۔ سب اُس کے حکموں پر چلنے کے لیے مجبور ہیں۔

عربی زبان میں تابعدار کو مسلم کہتے ہیں، اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ
دنیا کی ہر چیز مسلم ہے یعنی تابعدار ہے، اپنے مالک کی تابعدار، اپنے خدا کی مسلم

اسی طرح انسان کی زندگی پر غور کرو۔ انسان بھی اس دُنیا کا ایک جُزو ہے۔ اس کو بھی اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اس کے پیدا ہونے، زندہ رہنے اور مرنے کا بھی ایک قانون ہے۔ انسان اسی قانون کے مطابق پیدا ہوتا ہے۔ بڑھتا اور پلتا ہے اور مَر جاتا ہے۔ اس کا سانس لینا اُسی اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہے۔ اس کا دل، اُس کے ہاتھ پیر، اُس کی آنکھیں اور اس کے کان سب اسی قانون کے مطابق کام کرتے ہیں۔ انسان کی یہ طاقت نہیں کہ وہ آنکھوں سے سننے کا کام لے سکے یا کانوں سے سونگھ سکے۔ اللہ نے آنکھ سے دیکھنے کے لیے جو قانون بنا دیا ہے انسان اس کو توڑ نہیں سکتا۔ اُس کی مجال نہیں کہ وہ بغیر سانس لیے زندہ رہ جائے یا ہَوا کے بدلے پانی میں مچھلیوں کی طرح رہنا شروع کر دے اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی اپنی زندگی کے ایک بہت بڑے حصے میں اللہ کے بنائے ہوئے قانون کا پابند ہے یا یوں کہو کہ وہ بھی دنیا کی دوسری چیزوں کی طرح "مسلم" ہی ہے۔ لیکن انسان اور دنیا کی دوسری چیزوں میں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے۔ اللہ نے انسان کو عقل دی ہے سوچنے اور سمجھنے کی طاقت دی ہے اور بہت سی باتوں میں اُسے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ چاہے تو ایک بات کو مانے اور چاہے تو نہ مانے، وہ چاہے تو ایک کام کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ وہ اچھے راستے پر بھی

چل سکتا ہے اور بُرے راستے پر بھی۔ وہ اللہ کی دی ہوئی قوتوں سے اچھا
کام بھی کر سکتا ہے اور اُن کو بُرے کاموں میں بھی لگا سکتا ہے۔ دیکھو! اسے
بولنے کی طاقت دی گئی ہے، اب وہ چاہے تو اللہ کے دیے ہوئے اختیار
سے کام لے کر اچھی باتیں بھی کہہ سکتا ہے اور چاہے تو گندی باتیں مُنھ سے
نکال سکتا ہے۔ اسی طرح آنکھ، کان، ہاتھ، پیر ہر ایک عضو سے وہ اچھے کام
بھی کر سکتا ہے اور چاہے تو اُن کو بُرے کاموں میں بھی لگا سکتا ہے —
یوں کہنا چاہیے کہ زندگی کے اس حصے میں اللہ نے اسے یہ آزادی دی ہے
کہ وہ چاہے تو اس کا مسلم بن کر رہے اور چاہے تو مسلم بننے سے انکار کر دے
یہ تو تم جان چکے ہو کہ انسان کا پیدا ہونا اور زندہ رہنا تو اسی قانون
کے مطابق ہے جو اللہ نے بنا دیا ہے اور اس طرح وہ چاہے یا نہ چاہے اسے
اللہ کے بنائے ہوئے اصولوں کا تابعدار اور پابند ہی بن کر رہنا پڑتا ہے
یا یوں کہو کہ وہ مسلم ہی پیدا ہوتا ہے اور جہاں تک اس کا اختیار نہیں ہے وہ
مسلم ہی رہنے پر مجبور ہے۔ لیکن پیدا ہونے کے بعد جب اس کے ماں باپ
اسے اللہ کے حکموں پر چلنے کا راستہ بتاتے ہیں اور وہ اپنی عقل سے کام لے کر یہ
فیصلہ کرتا ہے کہ اب وہ زندگی کے ان کاموں میں بھی جن میں اُسے کچھ اختیار
دیا گیا ہے اللہ ہی کے حکموں کو مانے گا تو اب وہ پورا مسلم ہو جاتا ہے۔ اسی
طرح وہ لوگ بھی جن کے ماں باپ تو انھیں یہ راستہ نہیں بتاتے لیکن وہ

بڑے ہو کر ہر بات کو آنکھیں کھول کر دیکھتے ہیں اور اپنی عقل سے کام لے کر یہ فیصلہ کر لیتے ہیں کہ زندگی کا وہی راستہ ٹھیک ہے جس میں اس کے پیدا کرنے والے کے حکموں پر چلا جائے اور اس کے بتائے ہوئے طریقے پر زندگی گزاری جائے تو یہ لوگ بھی پورے مسلم ہوتے ہیں۔ لیکن جو لوگ خدا کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا پسند نہیں کرتے اور اُس کے قانون کو چھوڑ کر اپنی زندگی کسی اور طریقے پر گزارتے ہیں وہ کافر کہلاتے ہیں۔ کافر کا مطلب ہے انکار کرنے والا اور چھپانے والا۔ ایسے لوگوں میں کچھ تو وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو یا تو شروع سے ہی غلط تعلیم دی جاتی ہے اور پھر انھیں یہ موقع ہی نہیں ملتا کہ وہ اپنی عقل سے کام لے کر کچھ سوچ سکیں۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں جنھیں کوئی اس طرح کی باتیں بتاتا ہی نہیں اور وہ نرے جاہل رہ کر اپنے دل کی خواہشوں کے غلام بن جاتے ہیں۔ بُرے کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔ بُری عادتیں اختیار کر لیتے ہیں اور اس طرح اُن کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور پھر انھیں اللہ کے راستے کی روشنی دکھائی نہیں دیتی۔ کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے دل میں باپ دادا کے چلن اور اپنے گھریلو رسم و رواج کی محبت بیٹھ جاتی ہے۔ ذات اور برادری کا تعصب انھیں کچھ سوچنے ہی نہیں دیتا۔ یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔ ایسے سب لوگ کافر ہو جاتے ہیں۔

تم یہ جان چکے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی ساری چیزیں اللہ کے ہی بنائے ہوئے قانون پر چل رہی ہیں۔ سب اُس کے حکموں پر عمل کر رہی ہیں اور یہی ان کے لیے ٹھیک بھی ہے۔ اِنسان کو بھی اللہ نے ہی بنایا ہے۔ وہی انسان کا اصلی مالک ہے۔ انسان کو بھی اسی کا حکم ماننا چاہیے۔ اسے بھی اللہ کے قانون پر چلنا چاہیے۔

تم کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انسان کو کچھ آزادی بھی دی گئی ہے اسے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے تو ایک راستے پر چلے اور چاہے تو دوسرے راستے پر۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ انسان کو کون بتائے کہ وہ کس راستے پر چلے، کس راستے پر چلنا ٹھیک ہے اور کس راستے پر چل کر وہ اپنے مالک ـــ اللہ ـــ کو راضی کر سکتا ہے۔ کیا یہ بات انسان آپ ہی طے کر سکتا ہے کہ اللہ کی مرضی کیا ہے؟ نہیں! اِنسان یہ بات طے نہیں کر سکتا۔ اُس کی عقل اتنی نہیں ہے کہ وہ اللہ کی خوشی کو معلوم کر سکے وہ

خواہشوں کا غلام بن جاتا ہے۔ پھر تم سوچو اگر انسان یہ طے کرنے لگے کہ اللہ کی مرضی کیا ہے تو تم دیکھو گے کہ ہر انسان ایک الگ ہی بات طے کرے گا۔ پھر انسان کو یہ بات کون بتائے کہ اس کے مالک کی مرضی کیا ہے اور وہ کن باتوں کو پسند کرتا ہے؟ تھوڑا سا غور کرنے پر تم یہی کہو گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کو بتانا چاہیے کہ اس کی خوشی کیا ہے۔ کوئی آقا جب تک اپنے غلام کو یہ نہ بتائے کہ تجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے تو غلام کیسے جان سکتا ہے کہ مالک کی مرضی کیا ہے، یہی بات ٹھیک ہے، یہ اللہ کا کام ہے کہ وہ انسان کو بتائے کہ اس کی مرضی اور خوشی کیا ہے۔

سب سے پہلا انسان مسلم تھا۔

اللہ بڑا مہربان ہے۔ اُس نے اپنی مہربانی سے یہ بات بتا دی ہے کہ وہ کن باتوں کو پسند کرتا ہے اور کون سی باتیں اُسے پسند نہیں ہیں۔ پہلے پہل جب زمین پر اُس نے انسان کو پیدا کیا تو سب سے پہلے انسان ——— حضرت آدم علیہ السلام ——— کو اُس نے یہ سب باتیں بتا دیں۔ حضرت آدمؑ نے یہ باتیں اپنی اولاد کو بتائیں اور اس طرح جب انسان نے پہلے پہل زمین پر رہنا بسنا شروع کیا تو اسے اس بات کا پورا پورا علم تھا کہ میرا اصلی مالک اور آقا اللہ ہے اور مجھے اپنی زندگی میں

اُسی کے حکموں پر چلنا ہے۔ اُسے یہ بھی علم تھا کہ اللہ کن باتوں کو پسند کرتا ہے اور کون سی باتیں اسے پسند نہیں۔

حضرت آدمؑ کے کچھ دنوں بعد انسان ان باتوں کو بھولتا گیا اور ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہ بہت سی باتیں بھول گیا۔ اُس وقت اللہ نے پھر اپنے ایک خاص بندے کو وہی علم دیا جو اُس نے حضرت آدمؑ کو دیا تھا ان کا نام حضرت نُوح علیہ السلام تھا۔ انھوں نے پھر وہ ساری بھولی ہوئی باتیں انسان کو سکھائیں اور بتائیں۔ اِس طرح اِنسان پھر اندھیرے سے اُجالے میں آگیا۔

کچھ وقت اور گزرا۔ انسان پھر ان باتوں کو بھول گیا۔ اللہ نے پھر اپنی مہربانی سے اپنے کسی خاص بندے کو پیدا کیا اور اُس نے پھر لوگوں کو اللہ کی مرضی کا راستہ بتایا۔ اللہ کے یہ سب نیک بندے اللہ کے رسول کہلاتے ہیں۔ ان کو ہی پیغمبر اور نبی کہتے ہیں۔

رسُول بار بار آئے۔

اللہ کے رسول ہر زمانے میں پیدا ہوتے رہے اور اللہ کے بندوں کو اللہ کی مرضی کا راستہ دکھاتے رہے۔ جن لوگوں نے ان رسولوں کا کہنا مانا اور اللہ کو اپنا مالک مان کر اس کے حکموں پر چلے وہ سب مُسلِم تھے

یہ رسول ہر زمانے میں آتے رہے۔ ہر ملک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے اور اپنے بندوں کو اپنی مرضی کا راستہ دکھایا۔ یہ سب رسول سچے تھے اور جس راستے کی طرف لوگوں کو بُلایا وہ سچا تھا اسی کو اللہ کا دین کہتے ہیں، اسی کا نام اسلامؔ ہے۔

آخری رسُول

جب تک اِنسان اس قابل نہ ہو گیا کہ وہ اللہ کے بھیجے ہوئے دین کو ساری دنیا میں لے کر جا سکے۔ اور جب تک یہ ڈر باقی رہا کہ اِنسان اللہ کی بتائی ہوئی باتوں کو گم کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ برابر اپنے رسول بھیجتا رہا۔ اور انسان کو بار بار اپنا دین بتاتا رہا۔ لیکن جب اِنسان اس قابل ہو گیا کہ وہ اللہ کے رسول کی بتائی ہوئی باتوں کو لے کر ساری دنیا میں جا سکے۔ اور دنیا کے سب لوگوں کو اللہ کا دین پہنچا سکے تو اللہ نے اپنے سب سے آخری رسول حضرت مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا حضرت نے اللہ کے پورے دین کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور انھیں وہ ساری ہی باتیں بتا دیں جن پر چل کر وہ اللہ کو خوش کر سکتے تھے اور وہ باتیں بھی جن پر چلنا اللہ کو پسند نہیں تھا۔

اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب سے کوئی ڈیڑھ

ہزار برس پہلے ملکِ عرب کے ایک شہر مکے میں پیدا ہوئے جب چالیس برس کے ہوگئے تو اللہ نے آپ کو اپنا رسول بنایا۔ آپ کے پاس اللہ کے فرشتے جن کا نام حضرت جبریل علیہ السلام ہے' آنے لگے اور اللہ کی بتائی ہوئی باتیں آپ کو بتانے لگے۔ یہ سب باتیں ایک جگہ اکٹھا کرلی گئیں اور اُن کو ہی قرآن شریف کہتے ہیں۔ یہ سب اللہ کی طرف سے اُتری ہوئی باتیں ہیں۔ ان میں کسی اِنسان کی کہی ہوئی کوئی بات نہیں ہے' اسی لیے قرآن شریف کو اللہ کی کتاب کہتے ہیں۔

یہ تو تم جان چکے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی اللہ کے بہت سے رسول آئے اور انھوں نے لوگوں کو اللہ کا وہی دین سکھایا جسے اسلام کہتے ہیں۔ یہ سب رسول سچے تھے اور ان کا لایا ہوا دین بھی سچا تھا لیکن جب لوگوں نے اللہ کے دین کو بُھلا دیا یا اس میں اپنی طرف سے بہت سی باتیں گھٹا بڑھا دیں تو اللہ نے پھر اپنے کسی رسول کو بھیجا اور انھوں نے پھر اسلام ہی کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اب بھی کچھ ایسے مذہب پائے جاتے ہیں جو اپنا تعلق اللہ کے کسی نہ کسی رسول سے بتاتے ہیں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والے یہودی اور عیسائی اب بھی موجود ہیں لیکن اب اُن کے لیے یہ بات ٹھیک نہیں ہے کہ وہ اپنے پُرانے مذہب سے ہی چمٹے رہیں' اس کی کئی وجہیں ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اب ان میں سے کسی کے پاس اللہ کی اُتاری ہوئی کتاب اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے۔ اُن کے پاس جو آسمانی کتابیں ہیں ان میں بہت سی باتیں بڑھا دی گئی ہیں اور بہت سی گم ہو گئی ہیں۔ اس لیے اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے وہ سب کا سب اللہ کی طرف سے آیا ہوا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب اللہ نے اپنا دین اپنی پوری اور آخری شکل میں پھر سے بھیج دیا تو اب کسی کے لیے یہ بات کہنا ٹھیک نہیں ہے کہ وہ تو پُرانی لکیر پر جما رہے گا اور ان حکموں کو نہیں مانے گا جو اب اسی مالک کی طرف سے آ رہے ہیں۔ اللہ کی مرضی کا راستہ ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ ایک ہی ہے۔ وہی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے تمام انسانوں کے لیے پیش کیا۔

اللہ کا دین ایک ہے

اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا دین سدا سے ایک ہی رہا ہے اور وہ اسلام ہے۔ اسی دین کو اللہ کے ہر نبی نے پیش کیا اور یہی سب سے آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سکھایا۔ ہر نبی کے ماننے والے مُسلم ہی تھے اور اب بھی بس وہی لوگ مسلم ہیں جو آخری نبی اور اُن کے بتائے ہوئے دین کو مانتے ہیں۔ یہ ایک سیدھی سی بات ہے لیکن بہت سے چالاک لوگوں نے

اس بات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سب دھرم سچے ہیں آدمی جس دھرم پر چاہے چلے وہ خدا تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ تو خدا تک جانے کے الگ الگ راستے ہیں۔ جو جس راستے پر چاہے چلے سب ٹھیک ہی ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ تم ذرا سوچو تو اس کی غلطی تم کو معلوم ہو جائے گی۔

دیکھو، آج کل دنیا میں سیکڑوں مذہب پائے جاتے ہیں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے کہ ان مذہبوں میں کچھ نہ کچھ باتیں ایسی مل جاتی ہیں جو ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ جھوٹ بولنا، چوری کرنا، بُرے کام کرنا ہر مذہب میں پاپ بتایا گیا ہے اور ہر مذہب نے سچ بولنے، دوسروں کے کام آنے اور اچھے کام کرنے کا حکم دیا ہے لیکن اتنی سی بات پر یہ فیصلہ کر دینا کہ سب مذہب سچے ہیں، ٹھیک نہیں۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ آج کل جو مذہب پائے جاتے ہیں، ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جن کو کسی نہ کسی زمانے میں اللہ کے کسی رسول نے ہی سکھایا تھا لیکن اب یہ سب مذہب جس شکل میں پائے جاتے ہیں اس شکل میں ان سب کو سچا ماننا بڑی جہالت ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مذہب والے مانتے ہیں کہ خدا نے اپنے بیٹے کو زمین پر بھیجا جب کہ اسلام یہ کہتا ہے کہ خدا کی ذات اس بات سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو یا وہ کسی کا بیٹا۔ کچھ مذہب والے کہتے ہیں کہ خدا

انسان کی شکل اختیار کر کے زمین پر آتا رہتا ہے۔ جب کہ اسلام کہتا ہے
کہ یہ بات خدا کی شان کے خلاف ہے کہ وہ اِنسان کی شکل میں ظاہر ہو۔
خدا نہ کبھی کسی شکل میں زمین پر آیا اور نہ اس کے لیے ایسا کرنا مناسب ہی ہے۔
اللہ نے انسانوں کو سیدھا راستہ دکھانے کے لیے ہمیشہ اپنے
رسول بھیجے۔ یہ سب رسول اِنسان ہی تھے ان میں سے کوئی خدا کا اوتار
نہیں تھا۔ خدا کبھی انسان یا کسی شکل میں زمین پر نہیں آیا۔ جن لوگوں کو
ایشور کا اوتار کہا جاتا ہے وہ سب انسان ہی تھے۔ یہ لوگوں کی بھول
ہے کہ انھوں نے ان کو خدا مانا۔ اللہ تو بس ایک ہی ہے، اس کی کوئی
شکل نہیں نہ وہ کسی شکل کو اختیار کرتا ہے۔

کچھ مذہب والے کہتے ہیں کہ انسان مَرنے کے بعد بار بار جنم لیتا ہے
اور اپنے عمل کی مناسبت سے کبھی اُونچا درجہ پاتا ہے اور کبھی کتا، بِلی
بن کر پیدا ہو جاتا ہے۔ جب کہ اسلام کہتا ہے کہ اِنسان مرنے کے بعد بس
قیامت ہی کے دن دوبارہ زندہ ہو گا۔ اس سے پہلے وہ بار بار پیدا نہیں
ہوتا۔ کچھ مذہب والے مانتے ہیں کہ اس دنیا کا کاروبار چلانے والے سیکڑوں
دیوی اور دیوتا ہیں۔ وہ ہر طاقت کو ایک دیوتا مانتے ہیں۔ جب کہ اسلام
بتاتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اس دنیا میں جو کچھ
ہو رہا ہے اسی کے حکم سے ہو رہا ہے کوئی دوسرا ایسا نہیں جسے اُس کے

کاموں میں دم مارنے کی مجال ہو۔ اسی طرح بہت سی باتیں ہیں جن میں
اسلام دوسرے مذہبوں سے الگ ہے۔ اب یہ کہنا کہ سارے مذہب
سچے ہیں اور ہر مذہب پر چل کر انسان خدا کی مرضی حاصل کر سکتا ہے
ہرگز ٹھیک نہیں۔ ان باتوں میں سے تو کوئی ایک ہی سچی ہو سکتی ہے
تم کبھی یہ نہیں مان سکتے کہ ایک ہی چیز ایک ہی وقت میں کالی بھی ہو
اور سفید بھی۔ چمکدار بھی ہو اور اندھیری بھی۔ تم کہو گے کہ دونوں باتیں سچ
نہیں ہو سکتیں۔ یا تو وہ چیز سفید ہو گی یا کالی۔ چمکدار ہو گی یا اندھیری۔
اسی طرح یہ بات بالکل غلط ہے کہ سب مذہب سچے ہیں۔ سچا تو ان میں سے
کوئی ایک ہی ہو گا۔ یہ بات دوسری ہے کہ کسی کا دل نہ مانے اور وہ اسلام
کو سچا مذہب نہ سمجھے۔ اس کی عقل جس مذہب کو سچا سمجھے وہ اُسے سچا مانے
لیکن یہ نری جہالت ہے کہ ایک ساتھ سب کو سچا کہا جائے۔ ہم نے
جہاں تک سوچا ہے ہم یہی سمجھے ہیں کہ اللہ کی مرضی حاصل کرنے کے لیے
اور اُس کو خوش کرنے کے لیے بس وہی طریقہ سچا ہے جو اسلام نے بتایا ہے
اسلام کے سوا جتنے طریقے ہیں وہ سب غلط ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ جو کوئی
بھی کُھلے دل سے اپنی عقل سے کام لے کر بات کو سمجھنا چاہے گا وہ بھی یہی
بات ماننے کے لیے مجبور ہو گا جو ہم نے مانی ہے۔

یہاں یہ بات اچھی طرح اور سمجھ لینا چاہیے کہ سارے مذہبوں میں صرف

اسلام کو ہی سچا ماننے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اب دینِ اسلام کو ماننے والے دوسروں سے دشمنی رکھیں اور اُن سے لڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمایا ہے کہ "دین کے معاملے میں کبھی زبردستی نہیں کی جا سکتی"۔ اللہ تعالےٰ نے ہر انسان کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی عقل سے کام لے کر جس راستے کو ٹھیک سمجھے اُس پر چلے۔ مسلمان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ کسی کو زبردستی ایک راستے سے ہٹا کر دوسرے راستے پر لائے۔ نہ مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ دوسرے مذہب والوں کے مذہب کو بُرا کہہ کر دوسروں کا دل دُکھائے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ:-

> "جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو الٰہ بناتے اور اُن کو پکارتے ہیں تم اُن کے دیوتاؤں یا خداؤں کو بُرا نہ کہو۔ کیونکہ اس کے جواب میں یہ لوگ دشمنی کے ساتھ بے سوچے سمجھے اللہ کو گالیاں دینے لگیں گے"۔ (سورۂ انعام۔ رکوع ۳)

مسلمان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ دوسروں سے اُلجھے اور لڑائی مول لے۔ مسلمان کے لیے اللہ کا حکم یہی ہے کہ وہ سب سے پہلے تو اپنی زندگی کو اسلام کا نمونہ بنائے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اللہ کے دوسرے بندوں کے سامنے اللہ کا دین پیار اور محبت کے ساتھ پیش کرے۔ اللہ کا دین سارے انسانوں کے لیے ہے۔ یہ صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں اُترا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس دین کو دوسرے لوگوں کے سامنے پیش کریں اُن کو

خدا کی مرضی کا راستہ دکھائیں اور غلط راستوں پر چلنے سے بچائیں لیکن اس پورے کام میں کسی کو زبردستی کوئی بات منوانے کی کوشش کرنا یا کسی کو اس کے مذہب سے ہٹانے کے لیے مجبور کرنا بالکل غلط ہے۔ اسلام نے ایسے کاموں سے روکا ہے۔ یہ کام اللہ کا ہے کہ وہ ایک دن سب لوگوں کو اپنے سامنے جمع کرے گا اور جن جن لوگوں نے اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اللہ کے بھیجے ہوئے سچے دین کو نہ مانا ہو وہ اُن کو سزا دے گا سب کو اُسی کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ ہر ایک کے دل کا حال جانتا ہے۔

آخرت

اللہ نے اِنسان کو سیدھا راستہ دِکھانے کے لیے اپنے رسول بھیجے
اور اُسے عقل دے کر یہ اختیار بھی دے دیا کہ وہ چاہے تو اپنی عقل سے کام
لے کر سیدھے راستے پر چلے' اچھے کام کرے اور اپنے سچے مالک کو راضی
کرلے اور چاہے تو غلط راستے پر چلے' بُرے کام کرے اور اپنے مالک کو
ناخوش کردے۔ تم دیکھتے ہو کہ دنیا میں دونوں طرح کے لوگ پائے جاتے
ہیں۔ کچھ تو ایسے ہیں جو اپنے مالک کو پہچانتے ہیں' اس کے بتائے ہوئے
راستے پر چلتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں' اور کچھ ایسے ہیں جو اللہ کو نہیں
مانتے' اس کے حکموں کی کوئی پَروا نہیں کرتے اور زندگی بھر بُرے کام کرتے
رہتے ہیں' کیا یہ دونوں طرح کے لوگ برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں' ایسا
نہیں ہو سکتا۔ جس طرح دیکھنے والا اور اندھا' سُننے والا اور بہرہ برابر
نہیں ہو سکتے اسی طرح بَھلا اور بُرا بھی برابر نہیں ہو سکتا۔ بَھلوں کو اُن کی
بَھلائی کا بدلہ ملنا چاہیے اور بُروں کو ان کی بُرائی کی سزا بھگتنا چاہیے۔ لیکن

تم دیکھتے ہو کہ بہت سے بُرے آدمی بدمعاش اور چور اس دُنیا میں مزہ لوٹے رہتے ہیں۔ دوسروں پر ظلم ڈھانے والے، خدا کو نہ ماننے والے، اور اُس کے حکموں کی پروا نہ کرنے والے حکومت کرتے ہیں۔ لاکھوں آدمیوں کو اپنا غلام بناتے ہیں اور انسان ہوتے ہوئے لاکھوں انسانوں کے خدا بن بیٹھتے ہیں اور بہت سے بھلے آدمی اور خدا کے نیک بندے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھاتے ہیں۔ وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں اُس کے حکموں پر چلتے ہیں تمام انسانوں کے لیے بھلائی کرتے ہیں اور اُن کے کام آتے ہیں۔ لیکن، وہ جن لوگوں کے لیے بھلائی کرتے ہیں، وہی اُنھیں تکلیف دیتے ہیں۔ ستاتے اور مارتے ہیں، اور کبھی کبھی تو ان لوگوں کے ہاتھوں اللہ کے ان نیک بندوں کو اپنی جان تک سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

تم کہو گے کہ پھر یہ کیا بات ہے۔ اچھوں کو اچھا بدلہ اور بُروں کو بُرا بدلہ کیوں نہیں ملتا؟ یہ تو کوئی انصاف نہیں کہ اچھے ستائے جائیں اور بُرے مزہ کریں —— بات یہ ہے کہ تم صرف اسی زندگی کو سامنے رکھ کر دیکھ رہے ہو۔ تمھارے سامنے وہ زندگی نہیں ہے جو موت کے بعد شروع ہوتی ہے۔

ہماری یہ زندگی جو ہم اس دنیا میں گزار رہے ہیں۔ اصل میں ہماری آزمائش اور امتحان کا زمانہ ہے۔ ہمارے مالک نے ہم کو کچھ اختیار دے کر اس زمین پر اس لیے بھیجا ہے کہ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون خدا کے دیے

ہوئے اختیاروں سے ٹھیک کام لے کر بھلا آدمی بنتا ہے اور کون بُرے راستے پر چل کر اپنے پیر میں آپ کلھاڑی مارتا ہے۔

قیامت اور حشر

ایک دن ایسا آنے والا ہے جب دنیا کا یہ سارا کارخانہ تہس نہس ہو جائے گا۔ اللہ کے حکم سے یہ زمین اور زمین کی ساری چیزیں ٹوٹ پھوٹ جائیں گی۔ زمین پر بسنے والے سارے انسان اور سارے جان دار مرجائیں گے۔ سورج اور چاند ٹکرا جائیں گے۔ پہاڑ دُھنی ہوئی اُون کی مانند اُڑ جائیں گے اور زمین اور آسمان کی جو شکل ہمارے سامنے ہے وہ سب بدل جائے گی، اس دن کا نام قیامت ہے۔

پھر کچھ مدت کے بعد اللہ اس زمین کے بدلے کوئی اور زمین پیدا کرے گا، اور سارے انسان جو قیامت تک پیدا ہوئے ہوں گے وہ سب دوسری بار زندہ کیے جائیں گے۔ جس اللہ نے انھیں پہلی بار پیدا کیا تھا وہی اُن کو دوسری بار زندگی بخشے گا اور پھر سب کو اپنے سامنے اکٹھا کرے گا۔ اس کا نام حشر ہے۔ اُس دن وہ مالک اپنے سب بندوں کا حساب لے گا اور اُن سے پُوچھے گا کہ انھوں نے اُس کی دی ہوئی عقل اور اُس کے دیے ہوئے اختیار سے کیا کام لیا۔ ہر انسان کی پوری زندگی کے

سارے کاموں کا حساب کتاب اس کے سامنے ہوگا اور جس نے جیسے
کام کیے ہوں گے اُس کو ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ یہی وہ دن ہوگا
جس دن نیک لوگوں کو اُن کی نیکی کا پورا پورا انعام ملے گا اور بُرے
لوگوں کو اپنی بُرائی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ اُس دن ہر ایک کے ساتھ
پورا پورا اِنصاف کیا جائے گا اور کسی پر رَتّی بھر ظلم نہ ہوگا۔

اب تم سمجھ سکتے ہو کہ اس دُنیا میں جو کوئی عیش کر رہا ہے اور
مزے اُڑا رہا ہے یہ اُس کے کاموں کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ ہی جو لوگ
دُکھ جھیل رہے ہیں یہ اُن کے کاموں کا پھل ہے۔ یہاں انسان جس
حال میں بھی ہے اسی حال میں اُس کا امتحان ہو رہا ہے۔ کچھ لوگوں کو مال
و دَولت دے کر اُن کی جانچ کی جا رہی ہے کہ وہ مال پا کر آپے سے باہر
ہو جاتے ہیں یا اپنے مالک کے بتائے ہوئے حکموں کو سامنے رکھ کر،
اُس کی دی ہوئی دولت کو اسی طرح خرچ کرتے ہیں جس طرح اُس نے حکم
دیا ہے۔ اسی طرح کچھ لوگوں کو مشکلوں میں رکھ کر یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ بُرے
وقت میں بھی اپنے مالک کو یاد کرتے اور اُس کے حکموں پر چلتے ہیں یا نہیں۔
یوں جب اللہ چاہتا ہے تو اپنے نیک بندوں کو اس دنیا میں بھی چین اور
سُکھ دیتا ہے۔ لیکن اس چین اور سُکھ میں بھی اُن کی جانچ ہوتی ہے اور اسی
طرح جب وہ چاہتا ہے تو بُرے اور گناہگار لوگوں کو کچھ تکلیف بھی دیتا ہے

اور یہ دیکھتا ہے کہ اب بھی اُن کی آنکھیں کھُلتی ہیں یا نہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ کا انکار کرنے والوں اور اُس سے مُنھ موڑنے والوں کو تباہ کر دیا جاتا ہے اور اس طرح زمین بُرے لوگوں سے پاک ہو جاتی ہے۔

آواگون

کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اِنسان اپنے کاموں کی سزا بھُگتنے کے لیے بار بار اس زمین پر پیدا ہوتا ہے اور ایک جَنم میں جیسے کام کرتا ہے دوسرے جَنم میں ویسا ہی بَدلہ پانے کے لیے کبھی اچھے جَوَن میں اور کبھی بُرے جَوَن میں جَنم لیتا رہتا ہے۔ یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ اللہ کے کسی رسول نے کبھی یہ بات نہیں بتائی اور جو لوگ اس بات کو مانتے ہیں اُن کے پاس بھی اس کا کوئی ثبوت نہیں کہ یہ بات خدا نے بتائی ہے۔[۱]

---

[۱] اس بات کی سچائی جاننے کے لیے کچھ دوسری کتابیں دیکھیے (۱) زندگی بعد موت (۲) رسالہ دینیات

ایمان

تم یہ تو جان گئے کہ اللہ کی پوری پوری تابعداری کرنے ہی کا نام اسلام ہے اور اسلام ہی ایک ایسا راستہ ہے جس پر چل کر انسان کی یہ زندگی بھی کامیاب ہو سکتی ہے اور اسی راستے پر چل کر انسان اپنی اُس ہمیشہ رہنے والی زندگی کو بھی کامیاب بنا سکتا ہے جو مرنے کے بعد اُسے ملے گی لیکن یہ آسان کام نہیں ہے کہ انسان ایک بن دیکھے خدا کے حکموں پر زندگی بھر لگا رہے، اپنے دل کی خواہشوں کو دبائے۔ فوراً ہی مل جانے والے آرام اور فائدوں کو چھوڑ دے اور ایسے کام کرتا رہے جن سے اللہ راضی ہو گا۔ پھر یہاں بہت سے اور لوگ ہیں جو اپنی مرضی کے کام ہم سے کرانا چاہتے ہیں ان لوگوں کی خواہشوں کو ٹھکرا دینا اور صرف اللہ ہی کے حکموں پر چلنے کا فیصلہ کرنا بہت سے لوگوں کو ناخوش کر دیتا ہے۔ اور پھر یہ لوگ طرح طرح کے دباؤ ڈالتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میں تمھارا بھائی ہوں میری خواہش یہ ہے، اگر تم ایسا نہ کرو گے تو میں تمھیں چھوڑ دوں گا۔ کوئی کہتا ہے "میں تمھارا باپ ہوں، میں جو کچھ کہوں، وہی کرنا ہو گا"

کوئی کہتا ہے "میں مُکھیا اور چودھری ہوں"، کوئی کہتا ہے "میں نیتا اور لیڈر ہوں"، کوئی کہتا ہے "میں پیر اور مہنت ہوں" کوئی کہتا ہے "حکومت میرے ہاتھ میں ہے"۔ غرض یہ کہ چاروں طرف سے انسان پر یہی دباؤ پڑتے ہیں کہ وہ دوسروں کو خوش کرنے کے لیے اُن کی مرضی کے کام کرے۔ یہ لوگ نہیں چاہتے کہ تم ہر معاملے میں یہ سوچو کہ اللہ کا حکم کیا ہے۔ گھر والے کہتے ہیں کہ دیکھو گھر کے کاموں میں تم کو ہمارا ساتھ دینا ہوگا۔ مذہب کو ان باتوں سے الگ رکھو۔ نیتا اور لیڈر کہتے ہیں کہ مذہب کا معاملہ تمھارا اپنا نجی معاملہ ہے۔ تم جو چاہے کرو لیکن ملک و قوم کے لیے تمھیں وہ کام کرنا پڑیں گے جو ہم بتائیں اسی طرح جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت ہے وہ کہتے ہیں کہ مذہب کو سیاست سے الگ رکھو۔ یہاں تو تم کو ہمارا حکم ماننا پڑے گا اور وہ سب کام کرنا ہوں گے جو ہم طے کر دیں۔

اب تم سمجھ سکتے ہو کہ ایک مسلم کے لیے یہ سب باتیں کیسی کٹھن ہو جاتی ہیں۔ مُسلم وہ ہے جو اپنی پوری زندگی کے سارے کاموں میں اللہ کی مرضی پر کام کرنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ مسلم کی زندگی کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس میں وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کی تابعداری کر سکے۔ دوسرے مذہبوں کے ماننے والے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بس کچھ پوجا پاٹ کر لینے کے بعد سمجھتے ہیں کہ انھوں نے خدا کا حق ادا کر دیا۔ اب وہ آزاد ہیں۔ اپنی زندگی کو

جس راستے پر چاہیں لگائیں اور چاہے جس کے حکموں پر چلیں۔ لیکن مُسلم ایسا ہرگز نہیں کرسکتا، مُسلم تو جس طرح نماز اور روزے میں اللہ کی بتائی ہوئی باتوں پر چلتا ہے اسی طرح وہ لین دین میں، تجارت میں، گھر کے دھندوں میں، ملک اور قوم کے کاموں میں، حکومت میں، لڑائی اور میل میں، غرض یہ کہ زندگی کے ہر کام میں اللہ کے ہی حکموں پر چلنے کے لیے مجبور ہے۔

یہ کام آسان نہیں، ہر طرف سے کٹ کر صرف ایک ہی راستے پر جم جانا بہت مشکل کام ہے، یہ مشکل کام کبھی نہیں ہوسکتا جب تک انسان کو کچھ خاص باتوں کا پورا پورا یقین نہ ہو۔ تم اپنے امتحان کے لیے سخت سے سخت محنت کرتے ہو، راتوں کو جاگتے ہو، دن کے کھیل تماشوں کو چھوڑتے ہو۔ کیوں؟ اسی لیے تو، کہ تم کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ اگر تم محنت کرکے امتحان میں پاس ہوجاؤگے تو تم کو زندگی میں آرام ملے گا۔ اگر تمھارا یہ یقین کمزور ہو یا تم یہ سمجھ لو کہ پڑھنے لکھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے تو تم کبھی محنت نہ کرو، بس یہی بات اسلام کے بارے میں بھی سمجھ لو۔ اسلام پر چلنا بڑا مشکل کام ہے۔ یہ مشکل کام وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کو کچھ باتوں کا یقین ہو۔ پورا پورا یقین۔ اسی یقین کا نام ایمان ہے۔ اب ہم تم کو وہ باتیں بتائیں گے جن پر ایمان لائے بغیر

نہ کوئی مُسلم ہو سکتا ہے اور نہ مُسلم رہ سکتا ہے۔

جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یہ ہیں:۔

(۱) اللہ پر ایمان یعنی لا الٰہ الا اللہ پر یقین

(۲) رسول پر ایمان یعنی محمد رسول اللہ پر یقین

(۳) آخرت پر ایمان

(۴) ان سب باتوں پر ایمان، جن پر ایمان لانے کا حکم اللہ کے رسول نے دیا ہے۔ جیسے اللہ کی ساری کتابیں، اُس کے سب رسول، فرشتے اور تقدیر وغیرہ۔

۱۔ اللہ پر ایمان

ایسے بے وقوف تو کم ہیں جو یہ کہیں کہ اس دنیا کا کوئی پیدا کرنے والا ہے ہی نہیں۔ بہت سے لوگ خدا کو مانتے ہیں لیکن ایک مسلم کے لیے بس اتنا ہی کافی نہیں ہے کہ وہ یہ مان لے کہ خدا ہے۔ اللہ پر ایمان لانے کے لیے ایک مسلمان کو جن باتوں کا یقین کرنا چاہیے وہ یہ ہیں:۔

۱۔ اللہ ایک ہے۔ اُس جیسا کوئی اور نہیں۔ نہ کبھی تھا اور نہ کبھی ہوگا اُس کی کوئی شکل نہیں اور نہ وہ کوئی صورت اختیار کرتا ہے۔ وہ کبھی انسان یا کسی اور شکل میں زمین پر نہیں آیا۔ کوئی انسان یا کوئی اور آج تک ایسا

پیدا نہیں ہوا جس میں اللہ کا کوئی حصہ آکر مِل گیا ہو۔ اللہ کے سوا جو کچھ ہے وہ اللہ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ وہ اپنی پیدا کی ہوئی کسی چیز میں شامل نہیں ہو سکتا۔

۲۔ اللہ کے نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ وہ کسی کا بیٹا۔ نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ بھائی بہن۔ نہ اس کی کوئی برادری ہے اور نہ خاندان۔ کوئی چیز نہ اس جیسی ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

۳۔ جو صفات اللہ میں ہیں ویسی کسی دوسرے میں نہیں پائی جا سکتیں وہ سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں جس نے کبھی کچھ بھی پیدا کیا ہو یا پیدا کر سکتا ہو۔ وہ سب کا پالنے والا ہے۔ اُس کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں جو کسی کی پرورش کر سکتا ہو[۵]۔

۴۔ غیب کا جاننے والا صرف اللہ ہی ہے۔ وہ کھلی اور چھپی ہر بات کو جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں جسے غیب کا علم ہو۔ کوئی بات اس سے چھُپائی نہیں جا سکتی، وہ دلوں کا بھید بھی جانتا ہے۔ اب سے پہلے جو کچھ ہو چکا وہ سب اُسے معلوم ہے اور آیندہ کیا ہونے والا ہے

---

[۵] کہا جاتا ہے کہ ماں باپ بچے کی پرورش کرتے ہیں مگر وہ تو بس اِتنا ہی کرتے ہیں کہ بچے کی پرورش کے لیے اللہ نے جو کچھ سامان پیدا کیا ہے وہ اس تک پہنچا دیتے ہیں وہ اپنے آپ تو نہ دُودھ کی ایک بوند بنا سکتے ہیں اور نہ اناج کا ایک دانہ اُگا سکتے ہیں۔ اصلی پرورش کرنے والا اللہ ہی ہے۔

یہ بھی صرف وہی جانتا ہے، وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔

۵۔ وہ ہر برائی سے پاک ہے اور ساری دنیا کا انتظام وہ آپ ہی اکیلا کر رہا ہے۔ کوئی اُس کا ساجھی یا شریک نہیں۔ وہی سب کی دیکھ بھال کرتا ہے، کوئی چیز اُس کے بس سے باہر نہیں۔ وہی اکیلا اس ساری دنیا کا مالک اور حاکم ہے اس کی حکومت میں کوئی دوسرا شریک نہیں۔

۶۔ نفع اور نقصان اسی کے بس میں ہے، اس کے سوا نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ جب وہ نفع پہنچانا چاہے تو کوئی روک نہیں سکتا۔ اور اگر وہ کسی کے لیے کسی نقصان کا فیصلہ کر دے تو کوئی بچا نہیں سکتا۔ اس کے سوا لوگ جس کسی سے بھی نفع کی آس لگاتے یا نقصان سے ڈرتے ہیں وہ سب تو خود اس کے سامنے اتنے مجبور ہیں کہ وہ اپنے کو نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ کسی نقصان سے بچا سکتے ہیں۔

۷۔ ہماری ساری ضرورتیں اللہ ہی پوری کرتا ہے، اس کے سوا کوئی نہیں جو ہمارا کوئی کام بنا سکے۔ وہی ہماری دعا سنتا ہے، اسی سے ہم کو مانگنا چاہیے، اس کے سوا کسی دوسرے سے کچھ مانگنا ٹھیک نہیں، اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے اور اسی سے آس لگانا چاہیے۔ اس کے سوا کسی دوسرے کو مدد کے لیے پکارنا یا کسی دوسرے سے دعا مانگنا غلط ہے۔

۸۔ صرف اللہ ہی اس کا حق دار ہے کہ ہم اُس کے سامنے اپنا سر

جھکائیں۔ اس کی عبادت کریں اور اُس کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں۔ اس کے سوا کوئی دوسرا ایسا نہیں جس کی عبادت کی جا سکے۔ یہ حق بھی صرف اللہ ہی کا ہے کہ ہم اس کے نام پر منت مانیں، یا نذر چڑھائیں۔ اس کے سوا کسی دوسرے کی منت ماننا یا کسی دوسرے کے نام پر کوئی نذر چڑھانا یا کسی دوسرے کی نیاز دلانا، سب غلط ہے جو کوئی ایسا کرتا ہے وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک بناتا ہے۔

۹۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو یہ اختیار نہیں کہ وہ ہمیں حکم دے اور ہم اس کی تعمیل کریں۔ حکم دینا اور ہمارے لیے قانون بنانا صرف اللہ ہی کا حق ہے۔ وہی اصلی مالک ہے۔ انسانوں میں سے اُن ہی کا کہا ماننا ٹھیک ہے جو خود اس کے حکم پر چلتے ہوں اور جن کے حکم اللہ کے حکموں کے خلاف نہ ہوں۔ چاہے وہ ماں باپ ہوں یا شوہر، پیر ہوں یا اُستاد، نیتا ہوں یا کوئی اور حاکم اور افسر۔ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو یہ اختیار نہیں کہ وہ انسان کی زندگی کے لیے کوئی قانون بنائے۔ انسان صرف اللہ کا بندہ ہے۔ اُسے اُسی کے قانون پر چلنا چاہیے جس نے اُسے پیدا کیا ہے اور جو اُس کا اصلی مالک ہے۔

جس انسان کے دل میں وہ سارے اعتقادات بیٹھ جائیں گے جو اسلام خدا کے بارے میں بتاتا ہے تو اُس کے اخلاق میں کچھ باتیں آپ سے

آپ ظاہر ہونے لگیں گی۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں :-

۱۔ وہ اپنے آپ کو آزاد اور بے لگام نہیں سمجھے گا اور نہ وہ من مانی کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ اپنے دل کی خواہشات کا غلام نہ رہے گا۔ وہ ہر معاملے میں اللہ کا بندہ بن کر رہے گا، اور کبھی کوئی فتنہ و فساد نہ مچائے گا۔

۲۔ وہ دنیا کے سارے انسانوں کو اس مالک کا غلام سمجھے گا جس کی غلامی کا اُس نے خود اقرار کیا ہے اور اس بنا پر وہ کسی سے نفرت نہ کرے گا۔ بلکہ جن انسانوں نے اپنے آقا کو بھلا دیا ہے انھیں وہ اُس کے حکم کو ماننے کے لیے محبت اور پیار سے برابر بُلاتا رہے گا۔

۳۔ وہ کسی لالچ اور ڈر سے اس راستے سے ہٹنے کے لیے تیار نہ ہو گا جس کو اُس نے سوچ سمجھ کر اختیار کیا ہے کیونکہ وہ تو جانتا ہے کہ مالک کو راضی کرنے کے لیے اُسے کیا کام کرنا چاہیے۔ اس معاملے میں وہ بہت سخت ہو گا لیکن کوئی بات ایسی نہ کرے گا جس سے اللہ ناخوش ہوتا ہے۔ اُس کی نظر میں دنیا کا کوئی نقصان ایسا نہیں جو اللہ کی ناخوشی سے زیادہ بھاری ہو۔ اس راستے سے ہٹنے کے بدلے اُس کے لیے جان دے دینا، ورجان لے لینا سب آسان ہو گا۔

۴۔ وہ اپنے آپ کو اپنی کسی چیز کا مالک نہ سمجھے گا، یہاں تک کہ

اپنے ہاتھ پیر، اپنی جان اور اپنے جسم کی ساری طاقتوں کا مالک بھی وہ اللہ ہی کو جانے گا اور ہمیشہ یہ بات یاد رکھے گا کہ یہ ساری چیزیں اُس کے پاس امانت کے طور پر ہیں وہ اپنی مرضی سے کسی چیز کو کام میں لانے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اسے ہر چیز کو اسی طرح کام میں لانا چاہیے جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے۔ کیونکہ اسے ایک دن ان سب چیزوں کا رتی رتی حساب اپنے مالک کو دینا ہے۔ اس طرح خدا پر ایمان رکھنے والا انسان نہ کبھی فساد کر سکتا ہے اور نہ دوسروں کے حق مار سکتا ہے اس کی کوئی طاقت دوسروں کی بربادی اور نقصان کا سبب نہیں بن سکتی۔

۵۔ وہ کسی ایسی بات کو پسند نہیں کر سکتا جو اللہ کو پسند نہ ہو، اور نہ کسی ایسی بات کو چھوڑ سکتا ہے جو اللہ کو پسند ہو۔

۶۔ وہ اس دنیا میں جو کام بھی کرے گا اسی لیے کرے گا کہ اُس سے اُس کا مالک خوش ہو جائے۔ اُس کا جینا اور مرنا سب اللہ کے لیے ہوگا وہ کاروبار بھی کرے گا کھیتی باڑی بھی کرے گا اپنے خاندان کے لیے روزی بھی کمائے گا اپنے ملک کی ترقی کے لیے کوشش بھی کرے گا۔ سیاسی کاموں میں بھی دل چسپی لے گا۔ قوم کی ترقی کے لیے بھی کام کرے گا لیکن ہر کام میں وہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے گا اور اُس کے حکموں سے بال برابر نہ ہٹے گا۔ اسلام انسان کو ساری زندگی کے لیے ہدایت دیتا

ہے۔ زندگی کا کوئی حصہ اسلام سے باہر نہیں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر یقین کا یہی مطلب ہے۔ جب تم اوپر لکھی ہوئی باتوں کا پورا پورا یقین کر لو تو جانو تم کلمہ کے ایک جزو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ کے سوا کوئی دوسرا آلہ نہیں) پر ایمان لے آئے۔ اب دوسرے حصے کو لو۔

۲- رسول پر ایمان

کسی انسان نے نہ آج تک اللہ کو دیکھا ہے اور نہ کوئی اس دنیا میں اُسے دیکھ سکتا ہے۔ اللہ نے کبھی اس زمین پر آکر لوگوں کو یہ نہیں بتایا کہ اُسے کیا کام پسند ہیں اور کیسے کاموں کو وہ پسند نہیں کرتا۔ پھر ہم کیسے جانیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے؟ اس کام کے لیے جیسا کہ تم کو پہلے بتایا جا چکا ہے۔ اللہ نے اپنے رسول بھیجے۔ ان رسولوں نے انسان کو وہ سب باتیں بتائیں جن کا جاننا اُس کے لیے ضروری تھا۔

جب تک تم کو کسی کے بارے میں یہ یقین نہ ہو گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور وہ جو کچھ بتاتا ہے اللہ کی طرف سے بتاتا ہے۔ تم اُس کی بتائی ہوئی باتوں پر پورے یقین کے ساتھ کیسے چل سکتے ہو۔ اسی لیے اللہ کے دین پر چلنے کے لیے اس کے بھیجے ہوئے رسول پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ تم کو پہلے پورا پورا اطمینان کر لینا چاہیے کہ فلاں شخص اللہ کا رسول

ہے یا نہیں۔

اسلام کے راستے پر چلنے کے لیے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری رسول ماننا ضروری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم کو پورا پورا یقین ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اپنا رسول بنا کر یہ حکم دیا تھا کہ وہ اللہ کا دین اُس کے بندوں تک پہنچا دیں، اور یہ کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سب خدا کی طرف سے ہے، اور سب ٹھیک اور سچ ہے، ان میں سے کوئی بات جھوٹ نہیں اور کسی بات کے بارے میں کسی طرح شک اور شُبہ نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا سچا رسول مان لینے کے بعد ضروری ہے کہ:۔

۱۔ تم ہر اُس بات کو کسی ہچر مچر کے بغیر مان لو جس کے بارے میں تم کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

۲۔ جب تم یہ جان لو کہ اس کام کے کرنے سے حضرتؐ نے روکا ہے تو تم فوراً ہی اُس کام کو چھوڑ دو، اور جب تم کو یہ بتایا جائے کہ اس کام کے کرنے کا حکم حضرتؐ نے دیا ہے تو پھر تم اس کے کرنے میں کوئی ٹال مٹول نہ کرو۔

۳۔ اللہ کے رسول کے حکم کے ہوتے ہوئے پھر تم کسی دوسرے انسان کے حکم پر عمل نہ کرو، دوسروں کا حکم تو اسی صورت میں مانا جا سکتا

ہے جب وہ اللہ کے رسول کے حکم کے مطابق ہو، اس کے خلاف یا اس سے ہٹ کر تمھارے لیے کسی دوسرے کے حکم پر چلنا ٹھیک نہیں، چاہے یہ حکم کسی بڑے سے بڑے نیتا، مہاتما، مولانا، بزرگ، پیر، پنڈت، مہنت، حاکم، دوست یا رشتے دار، کسی کا بھی ہو۔ مسلمان کبھی کوئی ایسا حکم نہیں مان سکتا جو اللہ کے رسول کے حکم کے خلاف ہو، چاہے یہ حکم کوئی بھی دے۔

۴۔ تم کسی ایسے رواج پر نہ چلو جو اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے کے خلاف ہو، چاہے وہ رواج تمھارے خاندان میں کتنا ہی پرانا چلا آرہا ہو اور تمھاری برادری اس کے ماننے پر کتنا ہی زور کیوں نہ دے ایک مسلم سب کچھ چھوڑ سکتا ہے لیکن اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے طریقے کو نہیں چھوڑ سکتا اور اُسے ایسا ہی کرنا بھی چاہیے۔

۵۔ تمھارے دل میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انتہائی محبت ہو اور تم اُن کی دل سے عزت کرتے ہو، جس دل میں حضرتؐ کی محبت اور بڑائی نہیں، اس میں ایمان کی کمی ہے۔ حضرتؐ پر ایمان لانے کا مطلب یہی ہے کہ تمھارے دل میں آپؐ کی ایسی محبت ہو کہ اس کے مقابلے میں کوئی دوسری محبت ایسی نہ رہے جو آپ کے حکموں پر چلنے سے تم کو روک دے اور تمھارے دل میں آپ کی ایسی بڑائی بیٹھی ہوئی ہو کہ تم آپؐ کے مقابلے میں کسی دوسرے کو ایسا بڑا نہ مانو کہ آپؐ کے حکموں کے خلاف

تم اس کے کہنے پر چلنے لگو۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ پر ایمان لانے کا مطلب یہی ہے۔ یہ کلمے کا دوسرا جزو ہے۔ یہی کلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ

(اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور محمد اللہ کے رسول ہیں)

ایمان کی بنیاد ہے اس پر یقین کیے بغیر کوئی اِنسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔

۳۔ آخرت پر ایمان

تم پڑھ چکے ہو کہ دنیا کا یہ سارا کارخانہ ایک دن ختم کر دیا جائے گا۔ سارے انسان مر جائیں گے اور پھر کچھ مدت کے بعد اللہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ سب اپنے مالک کے سامنے اکٹھے ہوں گے، اور وہ سب کے کاموں کی جانچ کرے گا۔ جن لوگوں نے اُس مالک کو اپنا مالک مانا ہوگا اور جو اُس کے بتائے ہوئے راستے پر چلے ہوں گے اُن کو اُن کے اچھے کاموں کا اچھا بدلہ دیا جائے گا اور جن لوگوں نے اُس مالک کو نہ مانا ہوگا، اور اُس کے حکموں سے مُنھ موڑا ہوگا اُن کو اپنے بُرے کاموں کا بُرا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ اُس دن سارے سُکھ اور چین اللہ کے نیک بندوں کے لیے ہوں گے اور اُس کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹ کر چلنے والے اُس دن

سزا پانے کے لیے مجبور ہوں گے۔

اسلام کی راہ پر چلنے کے لیے اِس سچی بات کو جاننا اور دل سے سچ ماننا ضروری ہے۔ آخرت پر پورا یقین کیے بغیر کوئی اِنسان مسلم نہیں ہوسکتا۔ جس کسی کے دل میں آخرت کا یقین نہ ہوگا وہ سچائی کے بھلے راستے پر چلنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ تم دیکھتے ہو کہ جن لوگوں کو اپنے کاموں کے بُرے نتیجے بھگتنے کا ڈر نہیں ہوتا وہ سدا ظلم کرتے اور فساد پھیلاتے رہتے ہیں، جب تک تم کو کسی اچھے انعام کے ملنے کی امید نہ ہو تم کسی کام کے لیے کوئی تکلیف نہیں اُٹھا سکتے۔ جن لوگوں کی نظر میں اسی دنیا کے ملنے والے فائدے ہوتے ہیں وہ بھلائی کے کاموں پر زیادہ مضبوطی کے ساتھ جم نہیں سکتے اور فوراً ہی مِل جانے والے فائدوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں چاہے ایسا کرنے سے اُن کو آگے چل کر کوئی بُری تکلیف ہی اُٹھانا پڑے۔ اسی لیے اللہ کے نبی نے مرنے کے بعد آنے والی اور سدا رہنے والی زندگی کے بارے میں ایسی بہت سی باتیں ہم کو بتا دی ہیں جن کو ہم خود کسی طرح نہیں جان سکتے تھے۔ ان سب باتوں کو سچا جاننا اور ان پر ایمان لانا ضروری ہے، یہ سب باتیں سچی ہیں اور مرنے کے بعد ایک دن ایسا ضرور آئے گا جب ہر انسان ان سب باتوں کو اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا لیکن اس وقت ان باتوں کے جان لینے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ امتحان کا وقت گزر چکا ہوگا اور جس نے جو کچھ

کمایا ہوگا اسی کے مطابق اُسے بدلہ مل کر رہے گا۔ ان باتوں کو جاننے اور ان کو سچا مان کر اپنے کاموں کو ٹھیک کرنے کا وقت مرنے سے پہلے ہے۔

آخرت کے بارے میں جن جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے وہ یہ ہیں۔ تم کو ان کے سچا ہونے پر پورا پورا یقین ہونا چاہیے۔

۱۔ ایک دن ایسا آنے والا ہے جب اللہ اس ساری دُنیا کو مٹا دے گا اور سارے انسان مرجائیں گے اس دن کا نام قیامت ہے

۲۔ اس کے بعد اللہ سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور سب اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے اس کو حشر کہتے ہیں۔

۳۔ ہر انسان نے اس دنیا میں جو کچھ کیا ہوگا اس کا پورا پورا حال اللہ کے سامنے پیش ہوگا اور ہر انسان کے سارے کاموں کا ایک اعمالنامہ اُس کے ہاتھ میں دیدیا جائے گا۔ نیک لوگوں کا اعمال نامہ اُن کے داہنے ہاتھ میں اور بُرے لوگوں کا اُن کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۴۔ ہر انسان کے اچھے اور بُرے کاموں کو تولا جائے گا۔ جس کسی کے اچھے کام زیادہ ہوں گے اس کو انعام ملے گا اور وہ جنت میں رکھا جائے گا۔ اور جس کسی کے بُرے کام زیادہ ہوں گے اُسے سزا دی جائے گی۔ اور وہ دوزخ میں جھونک دیا جائے۔ جو کوئی اُس دن دوزخ سے

بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو جانو بس وہی کامیاب ہو گیا
آخرت کے بارے میں اوپر دی ہوئی باتیں جب کسی کے دل میں اچھی طرح بیٹھ جائیں تو تم دیکھو گے کہ اُس کی زندگی اور اُس کے کام بالکل دوسرے ڈھنگ کے ہو جائیں گے، اُس میں اور دوسرے لوگوں میں کھُلا ہوا فرق دکھائی دے گا۔ اُس کے اخلاق و عادات بالکل بدل جائیں گے۔ تم دیکھو گے کہ:۔

۱۔ وہ جان بوجھ کر کوئی کام اللہ کے حکموں کے خلاف نہیں کرے گا۔ اگر بھول چوک اور غلطی سے وہ کوئی ایسا کام کر بیٹھے گا تو جانتے ہی فوراً توبہ کرے گا۔ اپنے کیے پر پچھتائے گا اور پھر کبھی ویسا نہ کرنے کا وعدہ کرے گا اور کہے گا" اے مالک! مجھ سے غلطی ہو گئی، اب پھر ایسی خطا نہ ہو گی۔ تو معاف کر دے۔ تو ہی معاف کرنے والا ہے، تو مہربانی نہ کرے گا تو میں تو کہیں کا نہ رہوں گا۔" جو لوگ لگاتار بُرے کام کرتے رہتے ہیں اور کبھی انھیں اس بات کا ڈر نہیں ہوتا کہ ایک دن انھیں اپنے مالک کے سامنے حاضر ہونا ہے، وہ یا تو آخرت کو مانتے ہی نہیں اور اگر مانتے بھی ہیں تو اُن کا ایمان برابر کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور ایک نہ ایک دن ان کے دل سے آخرت کا ایمان بالکل نکل جاتا ہے۔

۲۔ ایسے لوگ کبھی ظلم نہیں کرتے۔ بے انصافی کی کوئی بات نہیں کرتے۔ جھوٹ، دھوکے بازی اور فریب کے کاموں سے دور رہتے ہیں۔ کسی کا حق نہیں مارتے اور اگر کبھی کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے تو فوراً ہی توبہ کرتے ہیں، جس پر ظلم کیا ہو یا جس سے ناانصافی کی ہو اُسے اُس کا حق واپس کر دیتے ہیں۔

۳۔ چاہے کتنا ہی بڑا فائدہ ان کے سامنے آئے یا کیسا ہی بڑا نقصان ان کو اُٹھانا پڑے، وہ کبھی اللہ کی مرضی کے کاموں کو نہیں چھوڑتے۔ جس کے دل میں آخرت کا جتنا مضبوط ایمان ہوتا ہے وہ اتنی ہی بڑی مشکل کو جھیل لیتا ہے۔ اُن کا کہنا ہوتا ہے کہ ہم ڈر کس بات کا کریں، زیادہ سے زیادہ تکلیف یہی ہو سکتی ہے کہ ہم مار ڈالے جائیں۔ تو اس سے کیا ہوتا ہے، ہم کو لوٹ کر تو اسی مالک کے سامنے جانا ہے، پھر ہم کوئی ایسا کام کیوں کریں جس سے وہ ناخوش ہوتا ہے مسلمان کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ راضی ہو جائے اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرنے لگ جائے جس سے اللہ ناخوش ہوتا ہے۔ ایسا آدمی نہ اپنے دل کی خواہشوں کا غلام ہوتا ہے نہ اپنے خاندان والوں اور رشتے داروں کے رواج کا غلام، وہ نہ کسی نیتا اور لیڈر کے پیچھے آنکھ بند کر کے چلتا ہے اور نہ کسی

بڑی سے بڑی حکومت کے دباؤ کی پروا کرتا ہے وہ تو ہر کام کرتے وقت، یہی دیکھتا ہے کہ اس کام کے کرنے سے اُسے آخرت میں کیا ملے گا۔ جو لوگ روپے پیسے کے لالچ میں یا نام اور حکومت پانے کے لیے توڑ جوڑ کرتے رہتے ہیں اور اللہ کے حکموں کی پروا کیے بغیر جس راستے پر چاہتے ہیں چل پڑتے ہیں۔ ان کے دل میں یا تو آخرت پر ایمان ہوتا ہی نہیں، اور اگر کچھ ہو بھی تو وہ باقی نہیں رہ سکتا۔

۴۔ فرشتوں پر ایمان

مشرک[۱] لوگ اللہ کے سوا دوسری جن چیزوں کی پوجا کرتے ہیں ان میں دو طرح کی چیزیں ہیں، ایک تو وہ جو ہمیں دکھائی دیتی ہیں جیسے سورج، چاند، آگ، پانی، دریا، پہاڑ وغیرہ۔ اور دوسری وہ ہیں جو ہمیں دکھائی نہیں دیتیں، جیسے جن، دیوی، دیوتا اور بھوت پریت وغیرہ اللہ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی خدا کے کاموں میں شریک نہیں ہے۔ یہ بات تم لا الٰہ

---

[۱] اللہ کے سوا دوسروں کی پوجا کرنے والے اور ان کو خدائی میں شریک کرنے والے مشرک کہلاتے ہیں۔

الا اللہ کے بیان میں پڑھ چکے ہو لیکن حضرت نے ہمیں یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ نے اپنی ایک مخلوق ایسی بھی بنائی ہے جو ہمیں دکھائی نہیں دیتی۔ یہ اللہ کے فرشتے ہیں۔ یہ اللہ کے حکم سے اس دنیا کے بہت سے کاموں کا بندوبست کرتے ہیں، کوئی ہوا چلانے کے کام پر لگا ہے تو کوئی پانی برسانے کا کام کرتا ہے۔ اسی طرح یہ اللہ کے حکم سے بہت سے کاموں کو پورا کرتے ہیں۔ فرشتے بالکل اللہ کے حکم کے ماتحت ہیں، وہ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ وہ نہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ ان کی پوجا کرنا ان سے مدد مانگنا بالکل غلط ہے۔ ہمیں اللہ نے ان فرشتوں کے بارے میں اصلی بات بتا دی ہے اور وہ یہ کہ یہ سب فرشتے خدا کی مخلوق ہیں، بہت اونچے درجے کی مخلوق۔ وہ گناہوں سے بالکل پاک ہیں۔ وہ اللہ کے حکموں کو ٹال ہی نہیں سکتے۔ ہمیشہ اس کے نام کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور اس نے انھیں جس کام پر لگا دیا ہے وہی کام کرتے ہیں۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتے حضرت جبریل علیہ السلام ہیں۔ یہ اللہ کے رسولوں کے پاس اللہ کی وحی لاتے تھے۔ یہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن شریف لایا کرتے تھے۔ روزی پہنچانے کے کام پر حضرت میکائیل لگے ہوئے ہیں اور جان نکالنے کا کام حضرت عزرائیل علیہ السلام کرتے ہیں۔ ان ہی فرشتوں میں وہ فرشتے بھی ہیں

جو سدا ہمارے ساتھ لگے رہتے ہیں، اور ہمارے سارے کاموں کو لکھتے رہتے ہیں۔ قیامت کے دن یہ سب لکھا ہوا ہمارے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔

فرشتوں کے بارے میں یہ ٹھیک بات معلوم ہو جانے کے بعد اِنسان یہ غلطی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی کو ہوا کا دیوتا اور مختار مانے اور اس کی پوجا کرنے لگے۔ کسی کو پالنے والا ماننے اور کسی کو مٹانے والا اور پھر ان دیوتاؤں کو پوجنے لگے۔ فرشتوں کو مان لینے کے بعد اس طرح کی غلط باتوں کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے۔ اسی لیے ان فرشتوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ لیکن ان کی پوجا کرنا، اُن سے کچھ مانگنا یا اُن سے ڈرنا کسی طرح ٹھیک نہیں، یہ سب اللہ کے فرماں بردار ہیں، اپنی رائے سے یہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

۵۔ خدا کے رسُولوں اور اُس کی کِتابوں پر ایمان

انسان کو کیا کام کرنے چاہییں، کن باتوں سے بچنا چاہیے، خدا کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون سی باتیں اُسے پسند نہیں یہ ساری باتیں بتانے کے لیے اللہ نے اپنے رسول بھیجے۔ یہ رسول ہر زمانے میں آتے رہے اور ہر ملک میں آکر انھوں نے اللہ کا دین

اللہ کے بندوں کو بتایا۔ یہ سب رسول سچے تھے۔ مسلمان ہونے کے لیے ان سب رسولوں کو سچا ماننا اور اُن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ سب سے آخر میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم آئے ان پر ایمان لانا خاص طور سے ضروری ہے۔ اس بارے میں پوری بات تم اس سے پہلے پڑھ چکے ہو۔

بہت سے رسولوں کے پاس اللہ نے اپنی کتابیں بھی بھیجیں، کچھ کتابوں کے نام ہمیں اللہ تعالیٰ نے بتا دیے ہیں۔ صحف ابراہیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بھیجی گئی تھیں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھیں۔ ان کے سوا دوسرے رسولوں کو بھی کتابیں دی گئی ہوں گی لیکن ہمیں اُن کے نام نہیں بتائے گئے ہیں' ان سب کتابوں کے بارے میں یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ یہ سب اللہ کی طرف سے آئی تھیں اور سب سچی تھیں۔ لیکن اب ہمیں سیدھا راستہ دکھانے کے لیے اللہ نے سب سے آخر میں قرآن شریف اتارا۔ اس میں سب ضروری باتیں موجود ہیں۔ اب صرف اسی کتاب کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنا ٹھیک ہے' ایک تو اس لیے کہ یہ سب سے آخر میں آئی ہے اور اللہ نے اس میں سب ضروری باتیں بتا دی ہیں۔ دوسرے

اس لیے کہ اب قرآن کے سوا کوئی دوسری آسمانی کتاب ایسی موجود نہیں جو اپنے اصلی روپ میں باقی ہو۔ صحف ابراہیم تو اب کہیں ملتے ہی نہیں رہ گئیں زبور، توریت اور انجیل، سو ان میں ان کے ماننے والوں نے اپنی طرف سے بہت سی باتیں گھٹا بڑھا دی ہیں اور اب یہ پتہ نہیں چلایا جاسکتا کہ ان میں سے کتنا حصہ اللہ کی طرف سے آیا ہوا ہے اور کتنا حصہ انسانوں نے اپنی طرف سے ملا دیا ہے۔

ان کتابوں کے سوا جو دوسری مذہبی کتابیں پائی جاتی ہیں اور جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی آسمانی کتابیں ہیں اور اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہیں۔ ان کے بارے میں ہم نہ تو یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہیں اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے آئی ہوئی نہیں ہیں، لیکن ہم اتنا ضرور مانتے ہیں کہ جو کتابیں بھی اللہ کی طرف سے آئی تھیں وہ سب سچی تھیں اور ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔

۶- تقدیر پر ایمان

اس دنیا کا اصل مالک اور حاکم صرف اللہ ہے۔ یہاں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ مسلمان ہونے کے لیے اس بات پر پورا پورا یقین کرنا ضروری ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کی مرضی سے

ہو رہا ہے۔ اُس کے فیصلے اور اس کی منشاء کے خلاف کوئی کام نہ ہوتا ہے
اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس سچی بات پر یقین کر لینے کے بعد انسان نہ تو کسی
مصیبت میں گھبراتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ بھی اللہ کی مرضی سے
ہو رہا ہے اور نہ کسی سُکھ کے ملنے پر آپے سے باہر ہو کر گھمنڈ کرنے لگتا ہے
کہ یہ میری کوششوں کا پھل ہے۔ یہی تقدیر پر ایمان لانا ہے۔ اِس ایمان
کے بعد مسلمان اللہ کی مرضی پر راضی رہتا ہے اور کبھی مایوس نہیں ہوتا۔
وہ ہر وقت اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر کام کرنے کے لیے کوشش
کرتا رہتا ہے چاہے اسے کیسا ہی دُکھ پہنچے اور اس کے راستے میں کیسی ہی
رکاوٹیں آئیں وہ ان سب کو جھیلتا چلا جاتا ہے کیونکہ اُسے تو یہ یقین ہوتا
ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ کی مرضی سے ہو رہا ہے پھر وہ کیوں گھبرائے
اور جب اُس کی کوششوں کا کوئی پھل اُس کے سامنے آتا ہے تو اس وقت
بھی وہ گھمنڈ سے پھول نہیں جاتا بلکہ اپنے مالک کے سامنے سر جھکاتا ہے
اور کہتا ہے کہ "اے مالک! یہ سب کچھ تیری ہی طرف سے ہے۔ ہم میں
یہ طاقت کہاں تھی کہ کچھ کر لیتے، سب تیری ہی مہربانی کا نتیجہ ہے"۔ انسان کو
مایوسی اور گھمنڈ سے بچانے کے لیے تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے۔

اسلام

تم پڑھ چکے ہو کہ عربی زبان میں "تابعداری" کو اسلام کہتے ہیں۔ ساری زندگی میں اللہ کے حکموں پر چلنا اور ہر کام میں اس کی تابعداری کرنا ہر مسلم (اللہ کا فرماں بردار اور اسی کا تابعدار) کا فرض ہے۔ پچھلے باب میں تم کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس فرض کو پورا کرنا اور پوری زندگی کو اللہ کی تابعداری میں دے دینا کچھ آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان کے دل میں کچھ حقیقتوں پر پورا پورا یقین ہو اسی کا نام ایمان ہے۔ جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے وہ تم جان چکے ہو۔ اُن پر ایمان لے آنے کے بعد تم مسلمان ہو جاتے ہو۔ لیکن ابھی تم پورے مسلم نہیں ہوئے۔ پورا مسلم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تم اللہ کے رسول کے بتائے ہوئے حکموں کو ماننے لگو اور اپنے عمل سے یہ ثابت کردو کہ تم سچ مچ تابعداری کے لیے تیار ہو اور اب تم کو جو حکم ملے گا تم اس کو پورا کروگے۔ تم منھ سے تو کہتے رہو کہ

میں تابعداری کے لیے تیار ہوں لیکن کسی حکم پر چل کر نہ دکھاؤ تو ایسی بات کو کون سچا مانے گا۔ ایمان لانے کا مطلب یہی تو ہے کہ تم نے یہ مان لیا کہ اللہ ہی تمھارا حاکم ہے اور اس کے رسول کی طرف سے تم کو جو حکم ملے گا تم اُسے مانو گے۔ یہ مان لینے کے بعد اگر تم اللہ کے حکموں کو نہیں مانتے اور رسول کے بتائے ہوئے کاموں کو نہیں کرتے تو یہی سمجھا جائے گا کہ تمھاری بات سچی نہیں ہے اس میں کچھ کھوٹ ہے۔

اسلام پر پوری طرح جمے رہنے کے لیے اور پوری زندگی میں اس کا تابعدار بننے کے لیے اللہ کے رسول نے ہم کو وہ سب باتیں بتادی ہیں جن کا کرنا ضروری ہے اور وہ بھی بتادی ہیں جن کا چھوڑنا ضروری ہے۔ ان باتوں میں سب سے زیادہ ضروری وہ عبادتیں ہیں جن کا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ پہلے ہم تم کو عبادت کا مطلب بتائیں۔

عبادت

عبادت کا مطلب بندگی کرنا ہے تم اللہ کے بندے ہو، اس کے غلام ہو، وہ تمھارا مالک اور معبود ہے اب تم اس کے بندے

اور غلام بن کر جو کام اس کے حکم کے مطابق کرتے ہو وہی تمھاری بندگی ہے۔ اسی کو عبادت کہتے ہیں۔ یوں سمجھو کہ تم لوگوں سے باتیں کرتے ہو لیکن ان باتوں میں تم اس لیے جھوٹ نہیں بولتے، کسی کو بُرا نہیں کہتے اور کوئی گندی بات مُنھ سے نہیں نکالتے کہ تمھارے مالک اللہ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم ہرگز ایسا نہ کرنا بلکہ ہمیشہ سچی اور اچھی بات مُنھ سے نکالنا، اس طرح تمھارا باتیں کرنا عبادت ہے، چاہے یہ باتیں کاروبار اور دنیا کے کام دھندے کے بارے میں ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح تمھارا لین دین کرنا، لکھنا پڑھنا، گھر میں بھائی بہنوں سے ملنا جُلنا، دوستوں اور رشتہ داروں سے تعلق رکھنا، یہ سارے کام عبادت ہو سکتے ہیں اگر تم ہر کام کرتے وقت یہ خیال رکھو کہ تم کوئی ایسا کام نہ کرو جس کے کرنے سے اللہ نے روک دیا ہو اور صرف وہی کام کرو جو اللہ کے حکموں کے خلاف نہ ہو، اس طرح تمھارے یہ سارے کام بھی عبادت ہی کہے جائیں گے۔ جو کام بھی اللہ کے حکموں پر چلتے ہوئے اس کی خوشی کے لیے کیے جائیں وہ سب اسلام کی نظر میں عبادت ہی ہوتے ہیں۔

عبادت کا اصلی مطلب یہی ہے۔ اِسلام اِنسان کو اللہ کا ایسا ہی بندہ بنانا چاہتا ہے جو اپنے سارے کاموں میں اللہ کا

پورا پورا فرماں بردار ہو، اس کام کے لیے اللہ نے کچھ خاص عبادتیں ہر مسلمان پر فرض کی ہیں۔ ان کا کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ جب تک کوئی ان عبادتوں کو پورا نہیں کرے گا وہ اپنی ساری زندگی کے کاموں میں اللہ کا بندہ اور غلام بن کر نہیں رہ سکے گا۔ یہی عبادتیں انسان میں اتنا حوصلہ اور اتنی ہمت پیدا کرتی ہیں کہ وہ ہر کام میں اللہ کا تابعدار بن سکے اور کوئی کام اللہ کی مرضی کے خلاف نہ کرے، یہی عبادتیں مسلمان کی پہچان ہیں۔ جو کوئی ان کو پورا نہیں کرتا اس کے بارے میں یہ شبہ کیا جا سکتا ہے کہ نہ جانے اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں، اور جو لوگ ایمان کے ہوتے ہوئے ان عبادتوں کی پروا نہیں کرتے اُن کے بارے میں یہ ڈر رہتا ہے کہ نہ جانے وہ کب ایمان کو بھی چھوڑ بیٹھیں۔ ان عبادتوں کو اسلام کے ستون (کھمبے) کہا جاتا ہے ان کے اوپر ہی اسلام کی عمارت ٹھہری ہوئی ہے یہ کھمبے گر جائیں تو عمارت نہیں رہ سکتی جو کوئی ان کو چھوڑتا ہے تو گویا وہ اسلام کی عمارت کو ڈھاتا ہے، یہ عبادتیں چار ہیں[۱]:۔ ۱۔ نماز قائم کرنا۔ ۲۔ روزہ رکھنا۔ ۳۔ زکوۃ دینا۔ ۴۔ حج کرنا

---

[۱] ان عبادتوں سے پہلے ضروری ہے کہ انسان اپنے ایمان کا اقرار کرے اور صاف صاف یہ کہے کہ وہ اللہ کو، اس کے رسول کو اور ان کی بتائی ہوئی باتوں کو مانتا ہے۔ کلمہ پڑھ کر ایک انسان یہی اقرار کرتا ہے اسی لیے اسلام کی عمارت کے کھمبوں میں پہلا کھمبا یہی کلمہ ہے۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں)

نماز

ایمان کے بعد مسلمان پر سب سے بڑا فرض نماز ہے۔ نماز مسلمان کی پہچان ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اگر کوئی نماز کے لیے مسجد میں نہیں آتا تھا تو لوگ اُسے مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے۔ حضرتؐ نے فرمایا ہے کہ "بندے اور کفر کے بیچ صرف نماز چھوڑ دینے کا فرق ہے۔" یعنی یہ کہ جو کوئی نماز چھوڑ دے گا وہ کفر سے جا ملے گا۔ اسلام کے سارے حکموں میں نماز سب سے بڑا حکم ہے۔ نماز کسی حال میں نہیں چھوڑی جا سکتی۔ بیمار اگر اُٹھ بیٹھ نہ سکے تو اُسے لیٹے لیٹے اشاروں سے نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ سفر میں، ریل میں، جہاز میں، گھر میں، جنگل میں، غرض یہ کہ ہر حال میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ سات سال کے بچوں کو نماز پڑھانا چاہیے اور اگر دس سال کے ہو جانے پر بھی وہ نماز نہ پڑھیں تو انھیں نماز پڑھنے کے لیے مجبور کرنا چاہیے۔ نہ پڑھیں تو انھیں مار کر پڑھائی جائے امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جان بوجھ کر ایک نماز چھوڑ دینے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ امام شافعیؒ بے نمازی کو قتل کر دینے کا حکم دیتے ہیں، اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک بے نمازی کو قید کر دینا چاہیے اور جب تک توبہ نہ کرے اُسے جیل میں رکھا جائے۔ مسلمان کے لیے

حکم ہے کہ وہ ہر کام چھوڑ دے لیکن نماز نہ چھوڑے۔ قیامت کے دن سب کاموں سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔ نماز کے بغیر نہ قیامت میں اللہ کی رحمت مل سکتی ہے اور نہ دنیا میں عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ جو لوگ جان بوجھ کر نماز نہیں پڑھتے یا تو اُن کے دل ایمان سے خالی ہیں یا پھر ان کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ وہ یوں کہنے کو تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو اپنا مالک مانتے ہیں لیکن اس کے سب سے بڑے حکم کو ٹال دیتے ہیں اور اس طرح یہ ثابت کرتے ہیں کہ انھوں نے ابھی پوری طرح اللہ کو اپنا آقا اور مالک نہیں مانا ہے۔

اسلام میں نماز پڑھنا اتنا ضروری کیوں بتایا گیا ہے؟ اس کی وجہ بھی سمجھ لیجیے۔ بات یہ ہے کہ نماز کے بغیر کسی کی زندگی اسلامی زندگی نہیں ہو سکتی۔ تم جان چکے ہو کہ اسلامی زندگی یہ ہے کہ انسان کسی حال میں اور کسی کام میں اللہ کے حکموں کے خلاف کچھ نہ کرے۔ نماز میں انسان بار بار اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں صرف اللہ کا ہی غلام ہوں۔ اللہ کی بندگی کرنا میرا کام ہے۔ میں اللہ کو سب سے بڑا مانتا ہوں اللہ ہی میرا مالک اور آقا ہے، اسی کے سامنے مجھے حاضر ہونا ہے، اپنی پوری زندگی کے کاموں کا حساب دینا ہے اور میں اسی راستے پر چلوں گا جو اللہ کے رسولؐ نے بتایا ہے۔ یہ اور اسی طرح کی وہ

ساری باتیں جن کو مان کر انسان اسلام قبول کرتا ہے، نماز میں بار بار دُہرائی جاتی ہیں۔

اب تم ہی سوچو کہ جب تم ان باتوں کا بار بار اقرار کرتے رہو گے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم نماز تو پڑھتے رہو لیکن اللہ کے بتائے ہوئے حکموں کی پروا نہ کرو۔ دن میں پانچ پانچ بار ایک بات کو کہنا اور پھر برابر اس کے خلاف کرتے رہنا کیسے ہوسکتا ہے۔ دن بھر میں پانچ بار نماز کے لیے بُلایا جاتا ہے، مسلمان اس پکار کو سُنتے ہی اپنے سب کام تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دیتا ہے اور اللہ کے دربار میں حاضر ہوکر اپنے ایمان کو تازہ کرتا ہے ایسا انسان کبھی لاپروا نہیں ہوسکتا۔ ایسے ہی آدمی سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ جب کبھی اُسے دین کے کسی کام کے لیے بلایا جائے گا تو وہ فوراً ہی کمر باندھ کر تیار ہوجائے گا ایسے ہی لوگ اپنی ذمہ داری کو پہچانتے ہیں اور ایسے ہی لوگ کام کے آدمی ہوتے ہیں۔

بار بار اللہ کو یاد کرنے سے، اس کی صفات پر غور کرنے سے اور اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے سے، جھکنے اور سر زمین پر رکھنے سے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی ناخوشی کا ڈر ہوتا ہے اور جب یہ بات دل میں پیدا ہوجاتی ہے تو پھر انسان،

اللہ کے حکموں کو سُن کر خوشی خوشی اُن کی طرف لپکتا ہے اور اُن کے خلاف کام کرنے سے ڈرتا ہے۔ یہی بات اسلامی زندگی کی جان ہے۔

نماز کے بارے میں ان باتوں کو جاننے کے بعد تمھارے دل میں ایک اُلجھن پیدا ہو سکتی ہے۔ تم کہوگے کہ ہم نے تو بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے بھی دیکھے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن اللہ کے حکموں کی پَروا نہیں کرتے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کے کچھ اسباب ہیں:

پہلا سبب تو یہ ہے کہ آج کل ہمارے چاروں طرف بُرائی چھائی ہوئی ہے۔ بھلائی اور نیکی دبی ہوئی ہے۔ ہمارے سماج میں ایسے لوگوں کا زور چلتا ہے جو اللہ کو نہیں مانتے اور اُس کے حکموں کی پَروا نہیں کرتے۔ حکومت بھی ایسے ہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو خدا کے حکموں کے بدلے اپنے ہی حکم چلاتے ہیں۔ اسی لیے پوری زندگی میں اللہ کے حکموں پر عمل کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ جس طرح ایک اچھے سماج اور ایک اچھی حکومت میں کسی آدمی کے لیے بُرے کام کرنا مشکل ہوتے ہیں اسی طرح بُرے سماج اور بُری حکومت میں اچھے کام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بے ایمانی کرنا، دھوکا دینا، رشوت دینا اور لینا، جھوٹ بولنا، بُرے اور گندے کام کرنا اور اسی طرح کے نہ جانے کتنے بُرے کام ہیں جو ہمارے چاروں طرف رات دن ہوتے رہتے ہیں۔

اس حال میں صرف وہی انسان بُرائیوں سے بچ سکتا ہے جو پوری طاقت سے کام لے اور سب سے الگ اپنے سیدھے راستے پر چلتے رہنے کی کوشش کرے۔ کمزور اور بودے لوگ بُرائیوں میں پھنس جاتے ہیں اور اس طرح برائیاں بڑھتی جاتی ہیں اور بھلائیاں دب جاتی ہیں۔

بہت سے لوگ ہیں جو چاہتے ہیں کہ اللہ کے حکموں پر چلیں لیکن سماج اور حکومت کا دباؤ ہوتا ہے کہ اُن کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلا جائے۔ اس دباؤ کے مقابلے میں بہت سے لوگ ہار مان لیتے ہیں اور اللہ کے حکموں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان میں اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ وہ کچھ نقصان تو اُٹھالیں لیکن اللہ کے حکموں کو نہ چھوڑیں۔ ایسے کمزور لوگ چھوٹے چھوٹے فائدوں کے لیے اللہ کے حکموں کو چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ ہماری نمازیں ویسی نمازیں نہیں ہوتیں جیسی کہ ہونا چاہییں، اسی لیے ہم کو نماز سے وہ فائدے بھی نہیں ملتے جو ملنا چاہییں۔ تین باتیں نماز کی جان ہیں :۔

۱۔ تم کو یہ دھیان رہے کہ تم اپنے مالک کے سامنے حاضر ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے۔

۲۔ تم اللہ کے سامنے اپنے کو بہت ہی چھوٹا اور نیچا سمجھو اور

اس کی بڑائی کا خیال کسی وقت تمھارے دل سے نہ نکلے۔

۳۔ تمھاری پوری توجہ صرف اللہ کی طرف ہو اور اِدھر اُدھر کے خیال دل میں نہ آئیں اور تمھارا دل اس کی محبت سے بھرا ہو۔

اب جس نماز میں یہ باتیں جتنی زیادہ ہوں گی، وہ نماز اتنی ہی اچھی ہو گی۔ اور جس میں یہ باتیں جتنی کم ہوں گی وہ اتنی ہی کمزور ہو گی۔ نماز اچھی ہو گی تو اس سے اچھے پھل بھی ملیں گے۔ کمزور نماز ہو گی تو اس سے ملنے والے فائدے بھی کم ہی ہوں گے۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ آج کل ہماری نمازوں سے وہ فائدے کیوں نہیں ملتے جو ملنا چاہییں۔ ہماری نمازیں اپنی ظاہری شکل میں تو نمازیں ہیں لیکن ان میں جان نہیں۔ جس طرح ایک بے جان جسم کسی کام نہیں آسکتا اسی طرح ہماری بے جان نمازیں ہماری زندگی کو نہیں سدھار سکتیں۔

نمازوں کو اچھا بنانے کے لیے اور وہ سب فائدے اُٹھانے کے لیے جو ہمیں نمازوں سے ملنا چاہییں، ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ یہ تو ہمارے بس میں نہیں کہ ہم ایک دن میں سارے حالات کو بدل دیں یا خود ایک دم بدل جائیں، تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ اس بارے میں کچھ باتیں ہم تم کو بتاتے ہیں:۔

۱۔ جہاں تک بن پڑے اپنے سارے کاموں میں صرف اللہ

کے حکموں کو مانو اور اسی کے بتائے ہوئے قانون پر چلو۔ ہر وقت اللہ کے رسولؐ اور ان کے پیارے ساتھیوں (صحابہ کرامؓ) کی زندگی کو سامنے رکھو اور جہاں تک ہو سکے ویسے ہی کام کرو جیسے ان بزرگوں نے کیے۔

۲۔ جو لوگ اللہ کو نہیں مانتے اور اس کے حکموں پر نہیں چلتے ان کے کسی کام میں ساجھی نہ بنو۔ جو کام اللہ کو بھول کر اور اس کے حکموں سے ہٹ کر کیے جائیں اُن میں ہاتھ بٹانا مسلمان کا کام نہیں۔

۳۔ سماج کی اصلاح اور بُروں کو بھلے راستے پر لانے کے لیے تم سے جو کچھ ہو سکے برابر کرتے رہو۔ اس بارے میں پوری بات تم کو آگے بتائی گئی ہے۔

۴۔ نماز میں جو کچھ پڑھتے ہو اس کا مطلب بھی یاد کر لو۔ یہ تم کو اگلے باب میں بتایا جائے گا۔ جب تم نماز پڑھو تو پوری طرح خیال رکھو کہ تم اپنے مالک سے کیا کہہ رہے ہو۔ جب تم ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو تو سوچو کہ تم کس کے سامنے کھڑے ہو۔ اسی طرح جھکتے وقت اور سر زمین پر رکھتے ہوئے پوری طرح دھیان دو کہ تم کیا کر رہے ہو۔ نماز میں جتنا زیادہ دھیان دوگے اتنا ہی نماز اچھی ہوگی۔ بے سوچے سمجھے نماز پڑھنے کی عادت کو برابر کم کرنے کی کوشش کرتے رہو۔ یہ کام دھیرے

دھیرے ہوگا۔ تنہائی میں کچھ نماز پوری توجہ سے پڑھا کرو اور اس طرح اچھی سے اچھی نماز پڑھنے کی مشق کرتے رہو۔

۵۔ اچھی نماز اور اچھی زندگی میں بڑا تعلق ہے۔ بُرے کاموں سے تم جتنا بچو گے اتنی ہی تمھاری نماز اچھی ہوگی اور جتنی ہی تمھاری نماز اچھی ہوگی اُتنا ہی تم بُرے کاموں سے دور رہو گے اور اچھے کام کرو گے۔ ہر گھڑی اس بات کا دھیان رکھو کہ تم سے کوئی غلط کام نہ ہو جائے اور اگر بھول چوک سے کوئی ایسا کام ہو جائے تو فوراً ہی اللہ سے توبہ کرو، اپنے کیے پر پچھتاؤ اور اپنے مالک سے وعدہ کرو کہ اب ایسا کام نہ ہوگا۔

۶۔ اپنی نماز اور اپنی زندگی کی اصلاح کے لیے اللہ سے برابر دعا مانگتے رہو اور اچھے کام کرنے کے لیے اسی سے مدد مانگو۔

روزہ

مسلمان پر دوسرا فرض روزہ ہے، جو باتیں تم کو نماز میں روزانہ پانچ بار یاد دلائی جاتی ہیں وہی تم کو سال میں ایک بار پورے ایک مہینے تک روزہ ہر وقت یاد دلاتا رہتا ہے، رمضان آیا اور تم نے دن میں کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اب کیسی ہی بھوک لگے اور کتنی ہی پیاس، لیکن تم دن میں کچھ نہیں کھاتے۔ لوگوں کے سامنے بھی نہیں کھاتے اور اکیلے میں، جہاں تم کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا، وہاں بھی نہیں

کھاتے۔ ایسا تم کیوں کرتے ہو؟ اسی لیے تو کرتے ہو کہ تم کو یہ یقین ہوتا ہے کہ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے لیکن خدا تو دیکھ رہا ہے اور تم نے روزہ تو اسی کی خوشی کے لیے اسی کے حکم سے رکھا ہے۔ جب آدمی کے دل میں یہ یقین بیٹھ جائے کہ خدا اس کو دیکھ رہا ہے اور اسے کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہیے جو خدا کے حکم اور اس کی مرضی کے خلاف ہو۔ اس کے بارے میں تم کیسے یہ امید کرسکتے ہو کہ وہ زندگی کے دوسرے کاموں میں خدا کی خوشی اور اس کے حکم کا خیال نہ رکھے گا۔ یہی اسلام کا مطلب ہے۔ اسلام اِنسان کو ساری زندگی میں اللہ ہی کا تابعدار بنانا چاہتا ہے۔

اسلام میں رمضان کے پورے مہینے کے روزے فرض ہیں۔ کسی مجبوری کے بغیر ان کا چھوڑنے والا بہت بڑا گناہ گار ہوتا ہے اللہ نے مسافر اور بیمار کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ سفر اور بیماری کی وجہ سے روزہ چھوڑ سکتا ہے اور جتنے روزے چھوٹیں اُتنے بعد کو رکھ لے۔ تم جان چکے ہو کہ سچی اسلامی زندگی گزارنے کے لیے اللہ کی ناخوشی کا ڈر اور اس کو خوش کرنے کی خواہش بہت ضروری ہے۔ یہ بات روزے سے حاصل ہوتی ہے لیکن اس کے لیے بھی ضروری ہے کہ روزہ سوچ سمجھ کر رکھا جائے اور روزے میں کوئی کام ایسا نہ کیا جائے جو خدا کے حکموں کے خلاف ہو۔ جو لوگ روزے تو رکھ لیتے ہیں لیکن اللہ

کے حکموں کی پروا نہیں کرتے اور جو جی میں آتا ہے کرتے رہتے ہیں ایسے لوگوں کو روزے سے کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ اللہ کے رسول نے فرمایا:۔

"جب کسی نے جھوٹ بولنا اور غلط کام کرنا ہی نہ چھوڑا تو اللہ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اُس کا کھانا اور پانی چھڑا دے۔"

اور فرمایا:۔

"بہت سے روزے دار ایسے ہیں کہ روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا ان کے پلے کچھ نہیں پڑتا۔"

نماز کی طرح ہمارے روزے بھی بے جان ہو گئے ہیں اس کا سبب بھی وہی ہے جو تم نماز کے بارے میں پڑھ چکے ہو۔ بے سوچے سمجھے یوں ہی کسی کام کو کرتے رہنے سے وہ فائدہ نہیں ملتا جو ملنا چاہیے۔ جب تک تم اپنی زندگی کے سب کاموں میں اللہ کے حکموں پر عمل کرنے کی پوری پوری کوشش نہ کرو گے۔ تم کو روزے یا دوسری عبادتوں سے وہ فائدے نہیں مل سکتے جو ملنا چاہییں۔

زکوٰۃ

مسلمانوں پر تیسرا فرض زکوٰۃ ہے۔ قرآن میں بار بار زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے اور زکوٰۃ دینا مسلمان کی پہچان بتایا گیا ہے

زکوٰۃ صرف مال داروں پر فرض ہے۔ اگر تمھارے پاس سال بھر تک اتنا مال رہے جس پر زکوٰۃ دینا ضروری ہے تو تم کو اپنے مال کا ایک حصہ اپنے غریب بھائیوں کے لیے نکالنا پڑے گا[1]۔ مال کی محبت انسان میں بہت سی برائیاں پیدا کر دیتی ہے۔ سچ پوچھو تو ہزاروں جھگڑوں کی جڑ یہی مال کی محبت ہوتی ہے۔ اسلام نہیں چاہتا کہ اس کے ماننے والوں کے دلوں میں مال کی محبت ہو۔ مال کی محبت اور اُسے جوڑ جوڑ کر رکھنے سے جتنی برائیاں پیدا ہوتی ہیں وہ آج کل ہمارے سامنے ہیں۔ مال اور دولت خود بُری چیزیں نہیں ہیں یہ تو اللہ کی دین ہے لیکن جب اِنسان ان کی محبت میں پھنس کر اسے غلط طریقے سے کام میں لانے لگتا ہے یا اُسے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگتا ہے تو یہی سماج کے لیے سب سے بڑا روگ بن جاتا ہے۔ اللہ نے صحیح طریقے پر مال کمانے سے نہیں روکا ہے اور نہ اسلام مال دار ہونے کو بُرا کہتا ہے لیکن وہ مسلمان کے دل میں مال کی محبت کو اچھا نہیں سمجھتا۔ اسلام چاہتا ہے کہ دولت کسی ایک آدمی کے پاس اس طرح اکٹھی نہ ہونے پائے کہ دوسرے بھوکوں مرنے لگیں۔ اسی واسطے وہ اللہ

---

[1] اس بارے میں کچھ ضروری باتیں اگلے باب میں بھی بتائی جائیں گی۔

کی خوشی کے لیے مال خرچ کرنے پر بہت زور دیتا ہے وہ مسلمان
کے دل میں آخرت کے ملنے والے فائدوں کو اس طرح بٹھا دیتا
ہے کہ پھر اس کے دل میں مال کی محبت باقی نہیں رہتی۔ اللہ کی خوشی
کے لیے مال خرچ کرنے میں مسلمان کو اس سے کہیں زیادہ مزا آتا
ہے جتنا کسی سرمایہ دار کو اپنا دھن جوڑ جوڑ کر رکھنے میں آتا ہے
مسلمان کے دل سے مال کی محبت نکالنے کے لیے اللہ نے مسلمانوں
پر زکوٰۃ فرض کی ہے۔

زکوٰۃ دینے کا ٹھیک طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت ان
سے زکوٰۃ وصول کرتی ہے اور پھر ان لوگوں تک پہنچاتی ہے جو زکوٰۃ
لینے کے حق دار ہوتے ہیں۔ جب سماج میں زکوٰۃ وصول کرنے اور
بانٹنے کا ٹھیک انتظام ہو وہاں کوئی آدمی غریب اور محتاج نہیں
رہ سکتا۔ زکوٰۃ سے اپاہجوں اور غریبوں کی مدد کی جاتی ہے۔ قرض داروں
کے قرض چھڑائے جاتے ہیں۔ مسافروں کی مدد کی جاتی ہے اور اسی
طرح کے دوسرے کاموں میں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔

دھن دولت، زیور، کھیتی، باغ اور جانوروں سب پر زکوٰۃ دی
جاتی ہے ان سب کے قاعدے الگ الگ ہیں جو تمھیں دوسری
کتابوں یا جاننے والوں سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

حج

مسلمانوں پر چوتھا فرض حج ہے۔ جو کوئی کعبے تک جانے اور آنے کا خرچ اٹھا سکتا ہو اس کے لیے حکم ہے کہ وہ کم سے کم ایک بار حج کے لیے ضرور جائے۔

ملک عرب کے ایک شہر مکّے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے اللہ کی عبادت کے لیے ایک گھر بنایا تھا اسی کا نام کعبہ ہے۔ مسلمان اسی کی طرف منھ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔ کعبے کے چاروں طرف چکر لگانے (طواف کرنے) وہاں جاکر نماز پڑھنے اور کعبے کے پاس ہی کچھ دوسرے متبرک مقامات پر جاکر اللہ کی عبادت کرنے اور قربانی کرنے کا نام حج ہے۔ اسلام میں حج بہت بڑی عبادت ہے۔ اس سے دل میں اللہ کی محبت اور اللہ کے دین کے لیے اپنی جان اور مال سب کچھ لگا دینے کی امنگ پیدا ہوتی ہے۔

اس سے پہلے تم کو یہ بتایا جاچکا ہے کہ اسلام میں خاص عبادتیں چار ہیں۔ (۱) نماز (۲) روزہ (۳) زکوٰۃ اور (۴) حج۔
اب ہم تم کو ان عبادتوں کے ادا کرنے کے طریقے بتاتے ہیں۔

نماز کا بیان

پہلے نماز کو لو۔ نماز پڑھنے کے لیے سب سے پہلے جسم اور کپڑوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اس لیے ہم پہلے تم کو پاکی کے بارے میں کچھ ضروری باتیں بتاتے ہیں۔

پاکی یا طہارت

پاکی یا طہارت کا مطلب ہے صفائی اور پاکیزگی یعنی گندگی کو دور کرنا۔ گندگی یا نجاست دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ جو دکھائی

دے۔ جیسے پاخانہ، پیشاب، گوبر، خون یا پیپ وغیرہ۔ دوسری نجاست وہ ہے جو دکھائی تو نہ دے، لیکن اسے دور کرنے کا حکم دیا گیا ہو جیسے بے وضو ہونا یا جیسے نہانے کی حاجت ہونا۔

نماز پڑھنے سے پہلے دونوں طرح کی نجاست سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر بدن یا کپڑے پر کوئی دکھائی دینے والی گندگی لگی ہو تو اسے دھونا چاہیے اور اگر وضو نہیں ہے تو وضو کرنا چاہیے اور نہانے کی حاجت ہے تو نہانا چاہیے۔

استنجا

پاخانے یا پیشاب کے بعد بدن کو پاک کرنا ضروری ہے اس کو استنجا کہتے ہیں۔ پہلے بدن کو مٹی کے ڈھیلے سے صاف کرنا چاہیے پھر پانی سے دھو کر پاک کر لینا چاہیے۔

وضو

نماز سے پہلے ہاتھ منھ دھو کر پاک ہونے کا نام وضو ہے۔ وضو میں چار چیزیں فرض ہیں :-

۱۔ سارے منھ کا دھونا۔ ماتھے کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی

کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک۔

۲۔ دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔

۳۔ کم سے کم چوتھائی سر کا مسحؔ کرنا۔

۴۔ دونوں پیر ٹخنوں سمیت دھونا۔

ان چاروں میں سے اگر کوئی بال برابر بھی سوکھا رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔

وضو کرنے کا طریقہ یہ ہے:۔

۱۔ پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔ پھر دونوں ہاتھوں کو تین بار گٹّوں تک دھوؤ۔

۲۔ تین بار کلی کرو۔ مسواک سے دانتوں کو صاف کرو، یہ نہ ہو تو انگلی سے ہی منہ اور دانت اچھی طرح صاف کرلو۔

۳۔ تین بار ناک میں پانی ڈال کر خوب صاف کرو۔

۴۔ تین بار منہ دھوؤ۔ ماتھے کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک۔

۵۔ پہلے دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت گیلے ہاتھ سے ملو پھر

لہ بدن کے کسی حصے پر گیلا ہاتھ پھیرنے کو مسح کرنا کہتے ہیں۔

تین تین بار ان پر پانی بہاؤ۔

۶۔ دونوں ہاتھوں کو پھر سے گیلا کر کے سر پر آگے سے لے کر پیچھے تک اس طرح پھیرو کہ ہتھیلی اور انگلیوں کا پانی بالوں پر لگ جائے۔ پھر اسی گیلے ہاتھ کی انگلی اور انگوٹھے سے کانوں کو آگے اور پیچھے سے صاف کرتے ہوئے اُلٹا ہاتھ گردن کے دونوں طرف پھیر کر گردن کو صاف کرلو۔

۷۔ دونوں پیروں کو تین تین بار ٹخنوں تک دھوؤ۔

وضو کرتے ہوئے ہر بار پہلے جسم کا داہنا عضو دھوؤ۔ پھر بایاں۔ جہاں تک ہو سکے کعبے کی طرف منھ کر کے بیٹھو۔ ہر عضو کو پہلی بار دھونے کے بعد اچھی طرح ملو۔ وضو کرنے کے لیے کسی اونچی جگہ بیٹھو تاکہ تمھارے اوپر چھینٹیں نہ آئیں۔ وضو کرتے ہوئے باتیں کرنا اچھا نہیں ہے۔ اپنا دھیان نماز کی طرف لگانا چاہیے۔[1]

جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا یوں کہو کہ آدمی بے وضو ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں :۔

---

[1] کسی جاننے والے کے سامنے دو چار بار وضو کر کے دکھا لیا جائے۔ اس طرح وضو کرنے کا ٹھیک طریقہ آجائے گا اور کوئی غلطی نہ رہے گی۔

۱۔ پاخانہ یا پیشاب کرنا۔
۲۔ ہوا نکلنا۔
۳۔ پاخانے یا پیشاب کی جگہ سے کسی اور چیز کا نکلنا
۴۔ خون یا پیپ بہنا۔
۵۔ منھ بھر قے ہونا۔
۶۔ لیٹ کر یا سہارا لگا کر سو جانا۔
۷۔ نماز میں کِھلکھلا کر ہنس دینا۔
۸۔ منھ سے اتنا خون آنا جس سے تھوک رنگین ہو جائے

نہانا

نہانے یا غسل کرنے میں تین فرض ہیں۔ ان میں سے کو
بال برابر بھی چھوٹ جائے یا سوکھا رہ جائے تو غسل نہ ہو گا ا
آدمی ناپاک رہے گا۔
۱۔ کلی کرنا۔
۲۔ ناک میں پانی ڈالنا۔
۳۔ سارے بدن پر پانی بہانا یہاں تک کہ بالوں کی جڑ
اور ناخونوں کے اندر تک پانی پہنچانا۔ عورتوں کے لیے گندھے ہو

بالوں کو کھولنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی جڑوں میں پانی پہنچانا کافی ہے لیکن مردوں کو بال کھول کر دھونا چاہیے اور جڑوں تک پانی پہنچا نا چاہیے۔

نہانے کا طریقہ یہ ہے :۔

پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا چاہیے۔ پھر بدن پر جہاں کہیں گندگی لگی ہو اسے صاف کرنا چاہیے اور جس طرح وضو کرنے میں کلی کی جاتی ہے اور ناک میں پانی ڈالا جاتا ہے اسی طرح کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا چاہیے۔ پھر ایک بار سارے بدن پر پانی بہا کر اچھی طرح ملنا چاہیے تاکہ کہیں بدن کا کوئی حصہ بال برابر بھی سوکھا نہ رہ جائے۔ پھر بدن پر اچھی طرح پانی بہا لینا چاہیے۔

جن چیزوں سے نہانا واجب[۵۱] ہوتا ہے، وہ یہ ہیں :۔

۱۔ سوتے یا جاگتے میں منی کا نکلنا۔ جاگتے میں اگر یوں ہی کسی مزے کے بغیر منی نکل جائے تو نہانا واجب نہیں ہوتا۔

۲۔ عورت سے صحبت کرتے وقت مرد کی سپاری کا اندر چلا

---

۵۱ ایسا ضروری کہ غسل کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی۔ یوں تو جب چاہو نہاؤ لیکن جب نہانا واجب ہو جائے تو نہائے بغیر نماز پڑھنے یا قرآن پڑھنے یا چھونے کی اجازت نہیں۔

جانا۔ اس صورت میں مرد اور عورت دونوں پر نہانا واجب ہوتا ہے۔
۳۔ جب حیض (ماہواری) یا نفاس (بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا رہتا ہے) ختم ہو تو عورت پر نہانا واجب ہے۔

پانی کا بیان

کچھ پانی ایسے ہیں جن سے پاک کرنے کا کام لیا جا سکتا ہے ان سے کپڑے یا بدن کو دھونا۔ وضو کرنا اور نہانا ٹھیک ہے جیسے (۱) بارش کا پانی (۲) جھرنے کا پانی (۳) کنوئیں کا پانی (۴) ندی کا پانی (۵) سمندر کا پانی (۶) پگھلی ہوئی برف یا اولے کا پانی (۷) بڑے تالاب اور بڑے حوض کا پانی جو کم سے کم تیس مربع گز کے لگ بھگ ہو اور چار پانچ انچ سے زیادہ گہرا ہو۔

جن پانیوں سے پاک کرنے، دھونے، وضو کرنے اور نہانے کا کام نہیں لیا جا سکتا وہ یہ ہیں:۔
(۱) کسی پھل یا پیڑ سے نچڑا ہوا پانی یا کسی دوا یا کسی اور چیز کا کھینچا ہوا عرق۔
(۲) وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز اس طرح مل گئی ہو کہ اس سے پانی کا رنگ، بو اور مزہ بدل گیا ہو اور پانی گاڑھا ہو گیا ہو۔ اگر پانی

گاڑھا نہ ہوا ہو تو اس سے کام لیا جا سکتا ہے۔ جیسے دریا کا مٹیالا پانی یا کنوؤں میں ڈالی ہوئی لال دوا کا پانی یا کیوڑے اور گلاب وغیرہ کی خوشبو کا پانی۔

(۳) وہ تھوڑا پانی جس میں کوئی ناپاک چیز گر گئی ہو یا کوئی جانور گر کر مر گیا ہو، جو پانی بہتا نہ ہو یا بڑے تالاب یا بڑے حوض سے کم ہو اُسے تھوڑا پانی کہتے ہیں جیسے کوئی کنواں ٹنکی یا مٹکا وغیرہ۔ ایسا پانی تھوڑے سے گوبر، پیشاب یا کسی اور ناپاک چیز کے گرنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔

(۴) بہتے ہوئے پانی یا بڑے حوض اور بڑے تالاب کے پانی کو بہت پانی کہتے ہیں۔ ایسے پانی میں اگر کوئی ناپاک چیز اس طرح مل جائے کہ پانی پر اُس کا اثر دکھائی دینے لگے، پانی کا مزہ یا رنگ بدل جائے یا بُو آنے لگے تو یہ پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔

(۵) کام میں لایا ہوا پانی بھی دوبارہ پاک کرنے کے لیے کام میں نہیں لایا جا سکتا، جیسے وضو کا پانی یا نہانے کا پانی۔

(۶) جن جانوروں کا گوشت حرام ہے اُن کا جوٹھا پانی بھی ناپاک ہے[1] جیسے سُور، کُتے، بھیڑیے یا شیر وغیرہ کا جوٹھا پانی۔ بلّی اگر فوراً ہی

---

[1] حلال جانوروں کا جوٹھا پانی پاک ہے۔

چوہا کتا کر پانی جوٹھا کر دے تو وہ بھی ناپاک ہوجاتا ہے۔ اسی طرح شراب پینے والا آدمی اگر شراب پی کر فوراً ہی پانی پی لے تو اُس کا جُوٹھا بھی ناپاک ہے۔ ویسے کسی انسان کا جوٹھا ناپاک نہیں، چاہے وہ کوئی ہو مسلمان ہو، کافر ہو یا اچھوت ہی کیوں نہ ہو۔

(۷) جس بلی نے فوراً ہی چوہا نہ کھایا ہو اُس کا جوٹھا، مرغی، گندگی کھانے والی گائے اور بھینس کا جوٹھا یا کوّے اور چیل کا جُوٹھا پانی ناپاک تو نہیں ہے لیکن کسی مجبوری کے بغیر ایسے پانی سے کام لینا اچھا نہیں۔

(۸) اگر تھوڑے پانی میں کوئی ایسا جانور گر کر مر جائے جس کے بدن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے تو وہ پانی بھی ناپاک ہوجاتا ہے جیسے چڑیا، مرغی، بلی، چوہا وغیرہ۔ کنواں، ٹنکی، چھوٹے تالاب یا حوض جو بیس مربع گز سے کم لمبے چوڑے ہوں یا مٹکے وغیرہ کے پانی کو تھوڑا پانی کہتے ہیں۔ جو جانور پانی میں ہی پیدا ہوتے ہیں جیسے مچھلی یا مینڈک وغیرہ، ان کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ اسی طرح چیونٹی مچھر یا مکھی کے پانی میں مرجانے سے بھی پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

جب تھوڑا پانی ناپاک ہوجائے تو وہ بدن یا کپڑے کے پاک کرنے، وضو کرنے اور نہانے کے کام میں نہیں لایا جاسکتا اور نہ ایسے

پانی کو پاک ہی کیا جا سکتا ہے لیکن کنوئیں کا پانی اگر ناپاک ہو جائے تو اسے پاک کر لینا چاہیے۔ اس کی ترکیب آگے بتائی گئی ہے۔

کنوئیں کا پانی کیسے ناپاک ہو جاتا ہے

کنوئیں کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے اگر اُس میں

(۱) کوئی ناپاک چیز گر جائے جیسے پیشاب، گوبر یا ایسی ہی کوئی اور چیز۔

(۲) کوئی ایسا جانور گر جائے جس کا جوٹھا ناپاک ہے، جیسے سور، کتا، بھیڑیا یا شیر وغیرہ چاہے وہ زندہ ہی نکل آئے۔

(۳) کوئی ایسا جانور گر کر مر جائے یا مرا ہوا گر جائے جس کے بدن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے جیسے چھپکلی، چوہا، بلی، بکری وغیرہ۔

(۴) کوئی ایسا جانور گر جائے جس کے بدن پر کوئی گندگی یا ناپاکی لگی ہو یا جس نے کنوئیں میں گر کر پیشاب یا پاخانہ کر دیا ہو چاہے وہ زندہ ہی نکل آئے۔

کنوئیں کے پانی کو پاک کرنے کا طریقہ

(۱) نیچے لکھی ہوئی باتوں میں سے کچھ ہو جائے تو کنوئیں کا پورا پانی

نکالا جائے گا۔ اگر کنواں بہت بڑا ہو یا اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہ ہو تو اس میں سے دو سو سے لے کر تین سو[1] ڈول تک پانی نکال ڈالنا چاہیے۔

۱۔ کنویں میں کوئی گندگی گر جائے جیسے پیشاب، پاخانہ، یا گوبر وغیرہ یا ایسا جانور گر جائے جس کے بدن پر گندگی لگی ہو۔

۲۔ آدمی گر کر مر جائے۔

۳۔ سور، کتا، بھیڑیا یا شیر وغیرہ گر جائے چاہے زندہ نکل آئے یا مُردہ۔

۴۔ بکری یا اس کے برابر یا اس سے بڑا کوئی حلال جانور گر کر مر جائے یا چھوٹے چھوٹے جانور ایک سے زیادہ گر جائیں جیسے دو بلیاں۔

۵۔ کوئی چھوٹا جانور جس کے بدن میں خون بہتا ہو گر کر مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے جیسے چوہا، چھپکلی وغیرہ۔

(۲) کبوتر، مرغی، بلی یا ان کے برابر کوئی جانور گر کر مر جائے لیکن پھولنے اور پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو چالیس سے لے کر ساٹھ ڈول تک پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

---

[1] جس کنویں پر جس ڈول سے عام طور پر پانی بھرا جاتا ہے وہی ڈول کافی ہے نہ کسی بہت بڑے ڈول کی ضرورت ہے اور نہ چھوٹے ڈول کی۔

(۳) چوہا، چڑیا، چھپکلی یا اتنا ہی بڑا کوئی جانور گر کر مر جائے لیکن پھولنے اور پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو بیس سے لے کر تیس ڈول تک پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

تیمم

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پانی ملتا ہی نہیں اور کبھی آدمی کو کوئی ایسی بیماری ہو جاتی ہے کہ اگر وہ پانی سے وضو کرے یا نہائے تو بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں نہانے یا وضو کرنے کے بدلے تیمم کر لینے کی اجازت ہے۔ تیمم کرنے کی ترکیب یہ ہے۔

پاک ہونے کے ارادے سے پہلے دونوں ہاتھ پاک مٹی پر مارو اور اچھی طرح منھ پر پھیر لو، اس طرح کہ کہیں بال برابر بھی جگہ ایسی نہ رہے جہاں ہاتھ نہ پہنچے۔ پھر دوسری بار مٹی پر ہاتھ مارو اور کہنیوں تک ہاتھ پھیر لو اس طرح کہ کہیں بال برابر جگہ بھی ایسی نہ رہے جہاں ہاتھ نہ پھیرا جائے۔ بس یہی تیمم ہے۔ نہانے کی حاجت ہو یا وضو کرنے کی۔ دونوں حالتوں میں اسی طرح تیمم کر لینے سے آدمی پاک ہو جاتا ہے اور اب وہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

جن چیزوں سے تیمم کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہیں :-

پاک مٹی، بالو، پتھر، چونا، مٹی کے کچے یا پکے کورے برتن، کچی یا پکی اینٹیں، پتھر یا اینٹوں کی دیوار، دھول پڑے ہوئے کپڑے یا لکڑی وغیرہ۔

جن حالتوں میں تیمم کرنا ٹھیک ہے وہ یہ ہیں:-

(۱) پانی کم سے کم ایک میل دور ہو (۲) پانی سے بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہو (۳) پانی کے پاس کوئی خطرہ ہو جیسے کوئی دشمن یا نقصان پہنچانے والا کوئی جانور (۴) کنویں سے پانی نکالنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو (۵) یا کوئی اور ایسی مجبوری ہو جس کی وجہ سے پانی نہ لے سکتا ہو اور کوئی پانی دینے والا بھی نہ ہو۔

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے ان سے ہی تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے یا پھر پانی مل جائے یا مجبوری دور ہو جائے تب بھی تیمم باقی نہیں رہتا۔

نماز پڑھنے کی ترکیب[۱]

پہلے ہم تم کو دو رکعت نماز پڑھنا بتاتے ہیں۔ وضو کے بعد

---

[۱] نماز پڑھنے کی ترکیب کسی جاننے والے سے زبانی بھی سیکھنا چاہیے۔ اس طرح نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اسے کسی جاننے والے کو سنا کر ٹھیک کر لینا چاہیے۔ صرف لکھے ہوئے کو پڑھ کر یاد کرنے سے ڈر ہے کہ کہیں کوئی لفظ غلط یاد نہ ہو جائے۔

کعبے[1] کی طرف منھ کر کے کھڑے ہو جس طرف منھ کر کے نماز پڑھتے ہیں اسے قبلہ کہتے ہیں۔

سب سے پہلے اَللّٰہُ اَکْبَرْ (اللہ سب سے بڑا ہے) کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھاؤ اور ناف کے نیچے باندھ لو۔ ہاتھ اس طرح اُٹھاؤ کہ سب اُنگلیاں سیدھی رہیں اور ہتھیلیاں قبلے کی طرف ہوں۔ ہاتھ باندھنے کے لیے بایاں ہاتھ نیچے رکھو اور داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی اُنگلی سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لو۔ باقی تین انگلیاں آگے کی طرف پھیلی رہیں۔ کھڑے ہوئے ادھر ادھر دیکھنا ٹھیک نہیں۔ نظر اس جگہ پر جمی رہے جہاں سجدہ کرنا ہے۔ اب پڑھو[2]

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

"اے اللہ تو پاک ہے اور تو تعریف والا بھی ہے اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان سب سے اونچی ہے اور تیرے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی بندگی کی جا سکے۔"

---

[1] کعبے کے بارے میں تم حج کے بیان میں پڑھ چکے ہو۔

[2] صرف عربی الفاظ پڑھنا چاہیے۔ اُردو میں جو مطلب لکھا گیا ہے وہ اس لیے ہے کہ تم نماز میں جو کچھ پڑھتے ہو اس کا مطلب تمھارے دھیان میں رہنا چاہیے۔

اس کے بعد پڑھو:۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ	میں شیطان مردود سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ
الرَّجِيْمِ۔	چاہتا ہوں۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ	اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت رحم کرنے
الرَّحِيْمِ۔	والا اور بڑا مہربان ہے۔

اب سورہ فاتحہ پڑھو۔ وہ یہ ہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ	ہر طرح کی تعریف صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔
الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۙ	جو سارے جہان کا مالک اور پالنے والا ہے
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ؕ	بہت ہی رحم کرنے والا اور بہت ہی مہربان
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ	ہے۔ انصاف کے دن[1] کا مالک ہے (اے
نَسْتَعِيْنُ ؕ اِهْدِنَا	اللہ) ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف
الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ	تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ	دکھاتے رہنا۔ ان (بھلے) لوگوں کا راستہ
عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ	جن پر تو نے اپنی مہربانی فرمائی۔ ان (برے) لوگوں

---

[1] قیامت کا دن جس دن ہر ایک کے کاموں کا حساب لیا جائے گا اور پورے انصاف کے ساتھ ہر ایک کو بدلہ دیا جائے گا۔

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ کا راستہ نہیں جن سے تو ناراض ہوا اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو (سیدھے راستے سے) بھٹک گئے۔

اس کے بعد قرآن کی کوئی چھوٹی سورۃ یا کسی بڑی سورۃ کا کوئی حصہ پڑھو۔ ہم یہاں دو چھوٹی چھوٹی سورتیں لکھتے ہیں ان کو تو یاد کر ہی لو۔ اس کے بعد کچھ اور سورتیں کسی جاننے والے کی مدد سے یاد کر لینا چاہییں۔

۱۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝	(اے محمد) کہہ دو اللہ تو اکیلا ہی ہے (اس جیسا
اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝	کوئی دوسرا نہیں) اللہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ	اس نے کسی کو نہیں جنا (اس کے کوئی اولاد نہیں)
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ	اور نہ اس کو کسی نے جنا (نہ وہ کسی کی اولاد ہے)
كُفُوًا اَحَدٌ ۝	اور اس کے ساتھ برابری کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ہے۔
۱۔ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ	زمانہ گواہ ہے کہ بے شک انسان ضرور ٹوٹے میں
لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ	ہے مگر (ٹوٹے سے بچے ہوئے) وہ لوگ ہیں جو
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	ایمان لائے اور جنھوں نے نیک کام کیے[۱]
وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝	اور جنھوں نے ایک دوسرے کو حق کے راستے
وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝	پر چلنے کی نصیحت کی اور اس راستے پر چلنے میں جو

---

[۱] جو کام اللہ کی خوشی کے لیے اور اس کے حکم کے مطابق کیے جائیں وہی نیک کام ہیں۔

جو مشکلیں پڑیں ان کو) سہ لینے اور حق کے راستے پر ہی جمے رہنے پر زور دیا اور اُبھارا۔

اب اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے جھک جاؤ۔ اس جھکنے کا نام رکوع ہے۔ رکوع میں دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لو۔ پیروں کو سیدھا رکھو اور اتنا جھکو کہ کمر بالکل سیدھی ہو جائے۔ نظر پیروں پر رکھو اور اب پڑھو۔ یہ کم سے کم تین بار پڑھنا چاہیے:۔

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ پاک ہے میرا رب جو بڑی شان والا ہے۔

اب یہ کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔

سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ جس نے اللہ کی تعریف کی اللہ نے اس کی سُن لی۔

کھڑے ہوئے ہاتھ نہ باندھو سیدھے چھوڑے رہو اور کھڑے کھڑے یہ کہو:۔

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔ اے ہمارے آقا تعریف تو بس تیرے ہی لیے ہے۔

اب اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ۔ سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے زمین پر رکھو، پھر دونوں ہاتھ، پھر ناک اور ماتھا زمین پر ٹکا دو۔ سجدے میں بدن کا پچھلا حصہ اوپر اٹھا رہے اور پیر پیٹ سے ملے ہوئے نہ رہیں۔ ہاتھوں کی کہنیاں اٹھی ہوئی ہوں اور دونوں ہاتھ کانوں کے نیچے زمین پر اس طرح رکھے ہوں کہ انگلیاں ملی ہوئی ہوں اور قبلے کی طرف پھیلی ہوئی۔ دونوں پیروں کی

انگلیاں قبلے کی طرف رہیں اور پیر زمین پر لگے رہیں۔
سجدے میں کم سے کم تین بار پڑھو:۔
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پاک ہے میرا رب جو سب سے اونچا ہے۔
اب اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے سجدے سے اٹھو اور بیٹھ جاؤ
بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھو اور داہنا پیر کھڑا رکھو۔ کھڑے ہوئے پیر کی انگلیاں قبلے کی طرف رہیں، دونوں ہاتھ دونوں پیروں پر گھٹنوں کے پاس رکھو۔ انگلیاں کھلی رہیں اور سامنے کی طرف پھیلی ہوئی۔ جب اچھی طرح بیٹھ جاؤ تو پھر اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے سجدے میں جاؤ اور وہی پڑھو جو پہلے سجدے میں پڑھا تھا۔ اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے سجدے سے اٹھو اور سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ لو اور اب پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھو۔ اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھو۔ سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کی کوئی سورۃ پڑھو بالکل ویسے ہی جیسے تم نے پہلی رکعت میں پڑھا تھا۔ اس کے بعد ویسے ہی رکوع میں جاؤ۔ سیدھے کھڑے ہو، اور پھر سجدے میں چلے جاؤ۔ پہلی رکعت کی طرح اس میں بھی دو سجدے کرو، مگر اب دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہونے کے بدلے بیٹھ جاؤ۔ اسی طرح جس طرح تم دو سجدوں کے بیچ میں بیٹھے تھے

اس بیٹھنے کو قعدہ کہتے ہیں۔ اب قعدے میں بیٹھ کر یہ پڑھو۔ اس کا نام تشہد ہے :-

عربی	ترجمہ
اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ	زبان کی، بدن کی اور مال کی سب عبادتیں صرف
وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ	اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اے نبیؐ! آپ پر سلامتی
عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ	ہو اور اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہو۔ ہم پر
رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ	اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو
اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى	میں گواہی دیتا ہوں کہ عبادت اور بندگی
عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔	کے لائق صرف اللہ ہی ہے۔ اور میں
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا	گواہی دیتا ہوں کہ (حضرت) محمد اللہ کے
اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا	بندے اور اس کے
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔	رسول ہیں

اس کے بعد بیٹھے ہی بیٹھے درود پڑھو۔ درود یہ ہے :-

عربی	ترجمہ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى	اے اللہ! حضرت محمدؐ اور آپ کے ماننے
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى	والوں پر رحمت بھیج۔ جس طرح تو نے
اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ	(حضرت) ابراہیم اور ان کے ماننے والوں
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔	پر رحمت بھیجی۔ بے شک تو ہی تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔	اے اللہ! حضرت محمدؐ اور آپ کے ماننے والوں پر برکتیں نازل فرما۔ جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کے ماننے والوں پر برکتیں نازل فرمائیں۔ بے شک تو ہی تعریف والا اور بزرگی والا ہے۔

اس کے بعد دعا پڑھو۔ ایک دعا یہ ہے :۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔	اے ہمارے مالک! تو ہمیں اس دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اس کے بعد داہنی طرف اور پھر بائیں طرف منھ پھیر کر کہو :۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

(تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت)

یہ دو رکعتیں پوری ہوگئیں۔ کبھی ایک ساتھ دو سے زیادہ تین یا چار رکعتیں بھی پڑھنا ہوتی ہیں۔ اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنا ہوں تو دوسری رکعت کے بعد والے قعدے میں تشہد (التحیات) کے بعد درود نہ پڑھو بلکہ اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو جاؤ اور ہاتھ باندھ کر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھو اور سورہ فاتحہ اور قرآن کی کوئی

سورۃ اسی طرح پڑھو جیسے پہلی دو رکعتوں میں پڑھی تھیں۔

آگے پڑھنے سے پہلے کچھ ضروری لفظوں کے معنی سمجھ لو اور یاد کر لو۔ یہ الفاظ بار بار آئیں گے۔

فرض

جو بات قرآن یا حدیث سے اچھی طرح ثابت ہو اسے فرض کہتے ہیں۔ فرض کے ثبوت میں کوئی شبہ نہیں ہوتا۔ اگر کوئی آدمی کسی فرض بات کا انکار کردے تو وہ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے اور فرض کا چھوڑنے والا بہت بڑا گناہ گار ہوتا ہے اور اسے قیامت کے دن بہت سخت عذاب دیا جائے گا۔ فرض صرف اسی حالت میں چھوڑا جا سکتا ہے جس حالت میں اس کے چھوڑنے کی اجازت دی گئی ہو جیسے بے ہوشی کی حالت میں نماز یا سفر اور بیماری کی حالت میں روزہ۔

سُنّت

سنت وہ کام ہیں جن کو اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا یا کرنے کا حکم دیا۔ یہ دو طرح کی ہوتی ہیں:۔

(۱) سُنت مُؤکدہ۔ وہ کام جسے اللہ کے رسول نے ہمیشہ کیا ہو یا کرنے کا حکم دیا ہو ایسے کام کو کسی مجبوری کے بغیر چھوڑنا اچھا نہیں۔

(۲) سُنت غیر مؤکدہ۔ وہ کام ہیں جنھیں اللہ کے رسولؐ نے کبھی کبھی چھوڑ بھی دیا ہو۔ ان کے چھوڑ دینے میں کوئی بُرائی نہیں۔

نفل

وہ کام ہیں جن کا کرنا ضروری تو نہ ہو لیکن ان کے کرنے کو شریعت میں اچھا بتایا گیا ہو۔ ایسے کام کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور چھوڑ دینے سے عذاب نہیں ہوتا۔

نمازوں کے وقت

رات دن میں پانچ بار نماز پڑھنا فرض ہے۔ ان وقتوں کے نام یہ ہیں:۔ فجر[۱] ظہر[۲] عصر[۳] مغرب[۴] عشاء[۵]
فجر کا وقت سویرے پو پھٹنے کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور سورج کی ٹکیا کا کنارہ دکھائی دینے سے پہلے تک رہتا ہے۔

ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے اور جب تک
ہر چیز کا سایہ اصلی سائے کو چھوڑ کر اس چیز کی لمبائی سے دوگنا نہ
ہو جائے ظہر کا وقت رہتا ہے۔ اس کی پہچان آگے بتائی گئی ہے۔

عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔
اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔

مغرب کا وقت سورج ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور
جب تک آسمان پر سُرخی دکھائی دیتی رہے باقی رہتا ہے۔

عشا کا وقت جب آسمان پر سُرخی نہ رہے تو عشا کا وقت
شروع ہو جاتا ہے اور سویرے پَو پھٹنے سے پہلے تک رہتا ہے

سائے کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے:۔

دوپہر سے پہلے کسی میدان میں ایک لکڑی گاڑ دو۔ زمین
برابر ہو۔ اونچی نیچی نہ ہو۔ جیسے جیسے سورج چڑھتا جائے گا لکڑی کا
سایہ گھٹتا جائے گا۔ جب یہ سایہ بڑھنا شروع ہو تو سمجھ لو کہ اب سورج
ڈھلنا شروع ہو گیا۔ اس سایہ کو ناپ لو۔ اسے اصلی سایہ کہتے ہیں
اس وقت ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور اس وقت تک رہتا
ہے جب تک یہ سایہ اصلی سایہ کو چھوڑ کر اس لکڑی کی لمبائی سے دوگنا
نہ ہو جائے۔ اس کے بعد فوراً ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

نمازوں کی رکعتیں

ہر وقت کی نماز میں جتنی جتنی رکعتیں پڑھنا ضروری ہیں وہ یہ ہیں۔

فجر۔ پہلے دو سنتیں اور پھر دو فرض (سنتوں اور فرض کے بارے میں آگے بتایا گیا ہے)

ظھر۔ پہلے چار سنتیں مِلا کر ایک سلام کے ساتھ پھر چار فرض ایک ساتھ۔ پھر دو سنتیں۔

عصر۔ چار فرض ایک ساتھ۔

مغرب۔ پہلے تین فرض پھر دو سنتیں۔

عشاء۔ پہلے چار فرض پھر دو سنتیں۔ پھر تین رکعت وِتر

(وتر کے پڑھنے کا طریقہ آگے بتایا گیا ہے)

ان کے علاوہ کچھ اور رکعتیں بھی ہیں جن کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے لیکن کسی مجبوری کے بغیر بھی ان کے چھوڑ دینے سے نماز میں کوئی کمی نہیں آتی۔ اور نہ ان کے چھوڑنے میں کوئی بُرائی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

ظھر۔ سب سے آخر میں دو نفل۔

عصر۔ سب سے پہلے چار سنتیں۔

مغرب۔ سب سے آخر میں دو نفل۔

عشاء۔ سب سے پہلے چار سنتیں اور سب سے آخر میں دو نفل۔

فجر اور عصر کی نماز کے بعد کسی قسم کی کوئی اور نماز نہ پڑھنا چاہیے۔

فرض، سنت اور نفل کے بارے میں تو تم کو پہلے ہی بتایا جاچکا ہے۔ فرض، سنت اور نفل نمازوں کے بارے میں کچھ خاص باتیں اور ہیں اور وہ یہ ہیں:-

فرض۔ فرض نماز کسی حال میں نہیں چھوڑی جاسکتی۔ بیماری ہو یا سفر، ہر حال میں پڑھنا ضروری ہے۔ بے ہوشی یا پاگل پن کے سوا جب تک آدمی کے ہوش و حواس ٹھیک ہوں فرض نماز پڑھنا ضروری ہے۔ فرض نماز ہمیشہ جماعت کے ساتھ مل کر پڑھنا چاہیے کوئی مجبوری ہو تو دوسری بات ہے۔ کسی مجبوری کے بغیر جماعت کی نماز چھوڑنا بہت بُرا ہے۔ تین اور چار رکعت والی نمازوں میں تیسری یا تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کسی سورہ کے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

سُنت۔ بیماری میں اگر تکلیف زیادہ ہو یا سفر میں اطمینان نہ ہو تو سنت کو چھوڑا جاسکتا ہے۔ یہ نماز ہمیشہ اکیلے ہی پڑھی جاتی ہے اور اس کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن

کے کسی حصے کا پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح نفل بھی اکیلے ہی پڑھنا چاہیے۔ اس میں بھی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کا کوئی حصہ پڑھا جاتا ہے۔

وتر کی نماز

وتر کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر سویرے پو پھٹنے سے پہلے تک ہے۔ وتر کی نماز میں تین رکعتیں ہوتی ہیں دو رکعت کے بعد قعدے میں بیٹھنا چاہیے، اور التحیات پڑھ کر کھڑے ہو جانا چاہیے۔ تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قرآن کا کوئی حصہ پڑھو۔ پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور پھر ہاتھ باندھ لو اور کھڑے کھڑے یہ دعا پڑھو۔ اس دعا کا نام قنوت ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ	اے اللہ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں
وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ	اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر
وَنَتَوَكَّلُ عَلَیْكَ وَنُثْنِیْ عَلَیْكَ	ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے
الْخَیْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ	ہیں اور تیری اچھی اچھی تعریف کرتے
وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ یَّفْجُرُكَ	ہیں اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور تیری

اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ	ناشکری نہیں کرتے اور جو کوئی تیرا کہا نہیں
نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ	مانتا ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں اور اس سے
نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا	الگ ہو جاتے ہیں۔ اے اللہ! ہم تیری
رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ	ہی بندگی کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے
اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔	نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور

ہماری دوڑ دھوپ تیرے ہی لیے ہے اور ہم تیری خدمت بجا لاتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب انکار کرنے والوں کو ملنے والا ہے۔

اذان اور اقامت

اذان کا مطلب ہے بلاوا دینا۔ نماز سے پہلے نماز کے لیے بلانے کے لیے ایک آدمی کھڑے ہو کر پکارتا ہے اُسے اذان کہتے ہیں تیری اذان یہ ہے:۔ پہلے چار بار کہو اَللّٰہُ اَکْبَرُ (اللہ سب سے بڑا ہے) پھر دو بار کہو اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ (میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں)۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ (نماز کے لیے آؤ)

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ (کامیابی کی طرف آؤ)

اَللّٰہُ اَکْبَرْ (اللہ سب سے بڑا ہے)

پھر ایک بار کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں)۔ فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو بار کہو

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ (نماز سونے سے اچھی ہے)

ہر فرض نماز سے پہلے نماز کا وقت ہونے پر اذان دینا ضروری ہے چاہے اکیلا نمازی ہو یا بہت سے اور چاہے نماز مسجد میں پڑھی جائے یا کسی اور جگہ۔ سفر میں بھی اذان دینا ضروری ہے۔

اذان دیتے وقت منہ قبلے کی طرف ہونا چاہیے اور دونوں ہاتھوں کی کلمے کی انگلیاں (انگوٹھے کے برابر والی انگلی) کانوں میں رکھنا چاہییں۔ جہاں تک ہو سکے کسی اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر اذان دی جائے اور خوب زور سے دی جائے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہتے ہوئے داہنی طرف اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ کہتے ہوئے بائیں طرف منہ پھیرا جائے۔ اذان وضو کے بغیر بھی دی جا سکتی ہے۔ وضو کر کے اذان دے تو اچھا ہے۔

فرض نمازوں سے پہلے وہی بول جو اذان کے لیے بتائے گئے ہیں پھر کہے جاتے ہیں اور ان میں حی علے الفلاح کے بعد دو مرتبہ

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ (نماز کھڑی ہوگئی) بھی کہا جاتا ہے، اسے اقامت کہتے ہیں۔ اقامت میں حی علی الصلٰوۃ اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے منہ داہنے اور بائیں پھیرنے کی ضرورت نہیں۔

نماز میں بھول چوک

نماز کے لیے کچھ چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر وہ چھوٹ جائیں تو نماز ہی نہ ہوگی۔ دوبارہ نماز پڑھنا پڑے گی اور کچھ باتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ چھوٹ جائیں تو بھی نماز ہو جائے گی، ان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔

جن چیزوں کے نہ ہونے سے نماز نہیں ہوتی وہ یہ ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک چیز بھی پوری نہ ہو تو نماز دوبارہ پڑھنا پڑے گی۔

۱۔ جو نماز پڑھی جائے اس کا وقت ہونا چاہیے۔ بے وقت اگر نماز پڑھی جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔

۲۔ نمازی کا بدن، کپڑے اور نماز کی جگہ پاک ہونا چاہیے۔ پاکی کا بیان تم پہلے پڑھ چکے ہو۔

۳۔ نمازی کو نہانے کی ضرورت ہو تو اس نے نہا لیا ہو اور وضو کی ضرورت ہو تو وضو کر لیا ہو۔ مجبوری کی حالت ہو تو تیمم کر لینا

چاہیے۔ تیمم کا بیان تم پڑھ چکے ہو۔

۴۔ مرد کا بدن گھٹنے سے لے کر ناف تک اس طرح ڈھکا ہوا ہو کہ گھٹنے کھلنے نہ پائیں، اور عورت کا بدن سوائے منھ اور ہاتھوں کے دونوں پنجے اور پیر کے کہیں سے کھلا ہوا نہ ہو۔ کلائیاں اور ٹخنے چھپے ہوئے ہونا چاہییں۔

۵۔ نماز شروع کرنے سے پہلے نیت کر لی ہو اور یہ دھیان کر لیا ہو کہ تم کس وقت کی نماز پڑھنے جا رہے ہو۔ نماز فرض ہے یا سنت یا نفل اور تم کتنی رکعت پڑھو گے؟ نیت کے بغیر نماز نہ ہو گی۔ نیت کرنے کے لیے زبان سے کہنا اچھا ہے لیکن ضروری نہیں۔

۶۔ نیت کرنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھنا۔

۷۔ سیدھا کھڑا ہونا۔

(امام اگر رکوع یا سجدے میں ہو یا قعدے میں بیٹھا ہو اور تم آ کر نماز میں ملو تو پہلے سیدھے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہنا ضروری ہے پھر دوبارہ اللہ اکبر کہہ کر امام کے ساتھ مل جاؤ۔

ایسا نہ کرو گے تو نماز ہی نہ ہو گی:۔

۸۔ سورہ فاتحہ پڑھنا۔

۹۔ ہر رکعت میں رکوع اور دونوں سجدے کرنا۔

۱۰۔ آخر رکعت میں اتنی دیر بیٹھنا جتنی دیر میں التحیات پڑھا جاتا ہے۔

نماز میں کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر بھول چوک میں ان میں سے کوئی چھوٹ جائے تو آخر میں بھول کا سجدہ (سجدہ سہو) کر لینے سے نماز پوری ہو جاتی ہے۔ وہ چیزیں یہ ہیں:۔

۱۔ سنت، وتر اور نفل کی ہر رکعت میں اور فرض کی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملانا یا قرآن کا اتنا حصہ پڑھنا جتنا ضروری ہے۔[1]

۲۔ رکوع اور سجدے میں کم سے کم اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں ایک بار تسبیح[2] پڑھی جا سکے۔

۳۔ رکوع کے بعد سجدے میں جانے سے پہلے بالکل سیدھا کھڑا ہونا۔

۴۔ دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔

۵۔ دو رکعت سے زیادہ والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد

---

[1] یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ قرآن کا کم سے کم کتنا حصہ پڑھنا ضروری ہے۔

[2] سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا تسبیح کہلاتا ہے۔

التحیات پڑھنے کے لیے بیٹھنا اور التحیات پڑھنا۔

۶۔ آخری قعدے میں التحیات پڑھنا۔

۷۔ امام کے لیے ظہر اور عصر کی نماز میں چاروں رکعتوں میں چپکے چپکے پڑھنا اور فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں پہلی دو رکعتوں میں آواز سے پڑھنا اور باقی رکعتوں میں چپکے پڑھنا۔

۸۔ وتر کی نماز کی تیسری رکعت میں اللہ اکبر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا۔

ان باتوں کے چھوٹ جانے پر سجدہ سہو کر لیا جائے تو دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر سجدہ سہو نہ کروگے تو نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ سجدہ سہو کرنے کا طریقہ آگے بتایا گیا ہے۔

نیچے کچھ چیزیں ایسی لکھی جاتی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی چیز بھول چوک میں چھوٹ جائے تو بھی نماز ہو جاتی ہے۔ ان کے چھوٹنے پر سجدہ سہو کرنا ضروری نہیں جان بوجھ کر چھوڑنا بہت برا ہے۔

۱۔ نیت کرنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا اور عورتوں کے لیے کندھوں تک اٹھانا۔

۲۔ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں قبلے کی طرف کھلی ہوئی رکھنا۔

۳۔ پہلی رکعت میں ثناء اور اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا۔

۴۔ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

۵۔ رکوع اور سجدے میں جاتے ہوئے اور سجدے سے سر اُٹھاتے ہوئے ہر بار اللہ اکبر کہنا۔

۶۔ رکوع اور سجدے میں کم سے کم تین تین بار تسبیح پڑھنا۔

۷۔ رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور پھر کھڑے کھڑے ربنا لک الحمد کہنا (امام کے پیچھے ربنا لک الحمد ہی کہنا چاہیے)۔

۸۔ التحیات پڑھتے ہوئے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر انگلی سے اشارہ کرنا۔

۹۔ آخری قعدے میں درود پڑھنا اور دعا پڑھنا۔

۱۰۔ پہلے داہنی طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرنا یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہنا۔

سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ

نماز کے آخری قعدے میں التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف منھ پھیر کر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہو اور پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدے میں چلے جاؤ۔ دو سجدے کرو اور پھر التحیات پڑھو۔ اس کے

بعد درود اور دعا کے بعد سلام پھیر دو۔

نماز کن چیزوں سے ٹوٹ جاتی ہے

جن چیزوں سے نماز ٹوٹ جاتی ہے وہ یہ ہیں، ایسی کوئی بات ہو جائے تو نماز دوبارہ پڑھنا چاہیے :۔

۱۔ نماز میں بات کرنا، چاہے بھول کر ہو یا جان کر، اور چاہے بات تھوڑی ہو یا بہت۔

۲۔ نماز میں کسی کو سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا۔

۳۔ کسی تکلیف کی وجہ سے ہائے ہائے کرنا۔

۴۔ دیکھ کر قرآن پڑھنا۔

۵۔ کوئی ایسا کام کرنا کہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ تم نماز نہیں پڑھ رہے ہو۔

۶۔ کچھ کھانا یا پینا۔

۷۔ قرآن پڑھنے میں کوئی ایسی غلطی کر دینا کہ قرآن کا مطلب ہی الٹ جائے۔

۸۔ نماز میں اتنی دور چلنا جتنی دور میں نماز کی دو صفیں کھڑی ہوتی ہیں۔

۹ قبلے کی طرف سے منھ پھیر لینا۔
۱۰۔ ناپاک جگہ نماز پڑھنا۔
۱۱۔ کھل کھلا کر ہنس پڑنا۔
۱۲۔ امام سے آگے بڑھ جانا۔

نماز پڑھتے وقت تمھارے کپڑے قاعدے میں ہونا چاہییں یوں ہی سر پر چادر ڈال لینا، اچکن یا کوٹ کو ٹھکانے سے پہننے کے بدلے یوں ہی کندھوں پر اٹکا لینا، کندھے پر رومال یا چادر ڈال لینا، ٹھیک نہیں۔ کپڑے ایسے نہ ہونا چاہییں جنھیں پہن کر تم لوگوں میں جانا پسند نہیں کرتے سستی اور لاپروائی کی وجہ سے ٹوپی پہنے بغیر نماز پڑھنا بھی ٹھیک نہیں۔

نماز کس حالت میں توڑی جا سکتی ہے

نماز شروع کرنے کے بعد توڑ دینا ٹھیک نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی ہی مجبوری ہو تو دوسری بات ہے۔ جن صورتوں میں نماز توڑی جا سکتی ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں:۔

۱۔ کسی ستانے والے جانور کا ڈر ہو۔ جیسے بچھو، سانپ، دیوانہ کتا، بھیڑیا یا شیر وغیرہ۔

۲۔ کسی ایسی چیز کے نقصان کا ڈر ہو جس کی قیمت کم سے کم چار آنے کے قریب ہو۔

۳۔ گاڑی یا موٹر چھوٹ رہا ہو اور سفر کرنے کی وجہ سے کسی نقصان کا ڈر ہو، یا گاڑی پر سامان اور بال بچے ہوں۔

۴۔ نماز میں پیشاب یا پاخانہ زور کے ساتھ لگنے لگے۔

۵۔ کسی کو کسی مصیبت سے بچانے کے لیے مدد کی ضرورت ہو جیسے کوئی جل جائے یا ڈوبنے لگے یا کسی اور آفت میں پھنس جائے ایسی حالت میں اگر نماز نہ توڑے گا تو گناہ گار ہو گا۔

۶۔ ماں، باپ، دادا، دادی، نانا نانی کسی ضروری کام کے لیے پکاریں۔

تراویح کی نماز

رمضان کے مہینے میں عشاء کی نماز کے بعد اور وتر کی نماز سے پہلے بیس رکعت نماز اور پڑھی جاتی ہے اسے تراویح کی نماز کہتے ہیں، کوئی مجبوری ہو تو وتر کی نماز کے بعد بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ سویرے پو پھٹنے سے پہلے تک اس نماز کا وقت رہتا ہے۔ تراویح کا جماعت کے ساتھ پڑھنا اچھا ہے۔ رمضان کے پورے مہینے

میں کم سے کم ایک بار پورا قرآن پڑھنا سنت ہے۔ اگر کسی کو پورا قرآن یاد نہ ہو تو پھر جو یاد ہو اسی کو تراویح میں پڑھنا چاہیے۔

بیمار کی نماز

یہ تم پڑھ چکے ہو کہ بیماری کی حالت میں بھی نماز چھوڑنے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر بیماری ایسی ہو کہ کمزوری یا کسی تکلیف کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے، رکوع اور سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اشارے سے ہی رکوع اور سجدہ کرے۔ اور اگر بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو لیٹے لیٹے سر اور ہاتھوں کے اشارے سے نماز پڑھ لے، لیٹے ہوئے منھ قبلے کی طرف کرے۔ اگر کوئی اتنا بیمار ہو کہ سر اور ہاتھ بھی نہ ہلا سکتا ہو تو وہ نماز نہ پڑھے۔ اس کے لیے نماز معاف ہو جاتی ہے۔ اس حالت میں اگر پانچ نمازیں چھوٹ جائیں تو انھیں دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر پانچ نمازوں سے کم چھوٹی ہوں تو ان کو دوبارہ پڑھنا چاہیے۔

مسافر کی نماز

اگر کوئی اپنے گھر سے کم سے کم اڑتالیس میل کے سفر کے لیے

پیدل چلے تو اسے مسافر کہتے ہیں۔ گھر سے نکلتے ہی وہ مسافر سمجھا جائے گا
مسافر کو فرض نمازوں میں چار رکعت کے بدلے دو رکعت پڑھنا
چاہییں۔ تین رکعتوں میں کسی کمی کرنے کی ضرورت نہیں۔ سفر میں
سنتیں چھوڑی جا سکتی ہیں۔ لیکن اگر اطمینان ہو اور کسی طرح کی کوئی
جلدی نہ ہو تو سُنتیں پوری پڑھنا چاہییں۔ فجر کی سنتیں سفر میں بھی
نہ چھوڑنا چاہیے۔ یہ بہت ضروری ہیں۔ جماعت میں امام کے ساتھ
پوری نماز پڑھنا چاہیے۔ ہاں اگر امام بھی مسافر ہو تو وہ چار رکعت
والی فرض نمازیں دو ہی پڑھے گا۔ ایسے امام کے پیچھے جو لوگ مسافر
ہوں وہ امام کے ساتھ سلام پھیر دیں اور جو مسافر نہ ہوں وہ امام کے
ساتھ سلام نہ پھیریں اور اپنی دو رکعت بعد کو پوری کریں۔

اگر کسی ایک مقام پر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا
ارادہ ہو تو وہاں پہنچ کر تم مسافر نہ رہو گے اور پوری نماز پڑھو گے
اس سے کم ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو مسافر ہی سمجھے جاؤ گے۔

جمعہ کی نماز

جمعہ کے دن ظہر کی نماز کے چار فرضوں کے بدلے دو رکعت
فرض جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ اسے جمعہ کی نماز کہتے ہیں۔

ان دو فرضوں کے سوا سنتیں وہی پڑھی جاتی ہیں جو ظہر میں۔ لیکن اگر دو فرضوں کے بعد چار سنتیں اور پڑھ لیں تو اچھا ہے۔

جمعہ کی نماز مسلمان مردوں پر فرض ہے۔ جمعہ کی نماز سے پہلے امام لوگوں کو دین کی باتیں بتاتا ہے۔ اسے خطبہ کہتے ہیں۔ جمعہ کی نماز کے لیے خطبہ ضروری ہے۔ خطبے کے بغیر یہ نماز نہیں ہوتی. خطبہ سننا ضروری ہے۔ جب خطبہ ہوتا ہو تو سب کو چپ بیٹھنا چاہیے. اس وقت باتیں کرنا، نماز پڑھنا، کھانا پینا، قرآن پڑھنا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا یا تسبیح پڑھنا، سب منع ہے۔ خطبے سے پہلے جب امام منبر پر بیٹھ جائے تو اس کے سامنے اذان دینا چاہیے۔ پھر امام کو نمازیوں کی طرف منھ کر کے خطبہ دینا چاہیے۔ خطبے دو ہوتے ہیں اور دونوں کے بیچ میں امام کو تھوڑی دیر بیٹھنا چاہیے۔

کچھ لوگوں کے لیے جمعہ کی نماز پڑھنا ضروری نہیں۔ وہ یہ ہیں:۔ عورتیں اور بچے، قیدی، دیوانے، بیمار، اندھے یا اپاہج اور مسافر۔ ان میں سے کوئی اگر جمعہ کی نماز پڑھ لے تو کوئی برائی نہیں۔ پھر اس کو ظہر کی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ جو کوئی جمعہ کی نماز نہ پڑھ سکے اسے ظہر کی نماز پڑھنا چاہیے۔ جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اکیلے نہیں ہو سکتی۔ امام کو چھوڑ کر کم سے کم تین آدمی اور

ہونا چاہییں۔ اس سے کم لوگوں کی جماعت جمعہ کی نماز نہیں پڑھ سکتی۔

جمعہ کے دن جب اذان ہو جائے تو پھر کچھ بیچنا اور خریدنا حرام ہے[۱] اس بات پر بہت کم لوگ دھیان دیتے ہیں۔ تم کو بہت خیال رکھنا چاہیے۔ جیسے ہی جمعہ کی اذان ہو جائے پھر نہ کوئی چیز خریدو اور نہ بیچو۔ نماز ہو جانے کے بعد خریدنا اور بیچنا ٹھیک ہے۔

عید کی نماز

عیدیں دو ہوتی ہیں۔ ایک روزوں کے بعد والی عید جسے عید الفطر کہتے ہیں اور دوسری قربانی والی عید جسے عید الاضحیٰ کہتے ہیں۔ عید کی نماز سے پہلے نہ اذان ہوتی ہے اور نہ اقامت۔ عید کی نماز میں بھی خطبہ ہوتا ہے لیکن یہ خطبہ نماز کے بعد دیا جاتا ہے۔ جن لوگوں کے لیے جمعہ کی نماز پڑھنا ضروری ہے ان ہی کے لیے عید کی نماز پڑھنا بھی ضروری ہے۔ عید کی نماز بھی دو رکعت ہوتی ہے۔

---

[۱] جس کام کی ممانعت دلیل سے ثابت ہو اُسے حرام کہتے ہیں۔ اس کا انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے اور اس کو کرنے والا بہت بڑا گنہ گار ہوتا ہے اور بڑا عذاب دیا جائے گا۔

لیکن اس کی ہر رکعت میں تین تین تکبیریں زیادہ ہوتی ہیں۔ عید کی نماز پڑھنے کی ترکیب یہ ہے:۔

نیت کرنے کے بعد امام کا اللہ اکبر کہنا سن کر اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھاؤ اور اسی طرح ہاتھ باندھ لو جیسے دوسری نمازوں میں باندھتے ہو۔ چپکے چپکے ثنا پڑھو اور امام کی تکبیروں کی طرف دھیان رکھو۔ امام ثنا پڑھنے کے بعد تین بار اللہ اکبر کہے گا اور ہاتھ کانوں تک اٹھائے گا۔ تم بھی اللہ اکبر سُن کر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اُٹھاؤ۔ لیکن ہاتھ باندھنے کے بدلے کھلے چھوڑ دو۔ پہلی اور دوسری بار اسی طرح کرو۔ تیسری بار جب اللہ اکبر کہو تو پھر ہاتھ باندھ لو اور چپ کھڑے ہو کر امام کا پڑھنا سنو۔ اب امام سورۂ فاتحہ اور قرآن کا کوئی حصہ پڑھے گا اور اس کے بعد رکوع میں جائے گا اور دو سجدے کرے گا۔ تم بھی امام کے ساتھ یہی کرو بالکل جیسے دوسری نمازوں میں کرتے ہو۔

دوسری رکعت میں امام کھڑے ہونے کے بعد ہی سورۂ فاتحہ پڑھے گا اور قرآن کی کوئی اور سورۃ۔ اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر اسی طرح ہاتھ اٹھائے گا جیسے پہلی رکعت میں کیا تھا۔ تم بھی اس کے ساتھ اللہ اکبر کہو اور ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ۔ تین بار ایسا ہی کرنا ہوگا لیکن

اب کے تینوں بار ہاتھ کھلے چھوڑ دو، اور چوتھی بار ہاتھ اٹھائے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ۔ باقی نماز اسی طرح ہوگی جیسے اور دوسری نمازیں ہوتی ہیں۔

عید کی نماز کا وقت سورج کے ایک بانس اونچا ہونے سے لے کر سورج ڈھلنے کے پہلے تک رہتا ہے۔ عید کی نماز سے پہلے گھر پر یا عید گاہ میں اور عید کی نماز کے بعد عید گاہ میں کوئی نفل نماز نہ پڑھنا چاہیے۔ عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا چاہیے اور جہاں تک ہو سکے عید گاہ پیدل جانا چاہیے۔ ایک راستے سے جانا اور دوسرے سے واپس آنا سنت ہے۔ راستے میں یہ پڑھتے ہوئے جانا چاہیے۔
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ عید کے دن نہانا، مسواک کرنا، جو اللہ نے دیا ہو اس میں سے اچھا پہننا، اور خوشبو لگانا سُنت ہے۔

قربانی

قربانی والی عید (عید الاضحیٰ) کی نماز کے بعد ان لوگوں کو قربانی کرنا چاہیے جن پر زکوٰۃ فرض ہے۔
تم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام سنا ہے۔ یہ اللہ کے نبی

نبی ہیں جنھوں نے مکہ شہر بسایا اور اس شہر میں ایک اللہ کی عبادت کے لیے وہ گھر بنایا جسے کعبہ کہتے ہیں۔ ایک بار خواب میں حضرت ابراہیم نے دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل کی قربانی کر رہے ہیں۔ حضرت سمجھ گئے کہ یہ اللہ کی طرف سے اشارہ ہے کہ تم ہماری خوشی کے لیے اپنے بیٹے کو قربان کرو۔ حضرت نے اپنے بیٹے سے یہ بات کہی، وہ فوراً راضی ہو گئے اور بولے "ابا جان! آپ کو جو حکم ملا ہے، آپ اس کو پورا کریں، آپ دیکھیں گے کہ اللہ نے چاہا تو میں اپنی جان دینے میں کچھ بھی ہچر مچر نہ کروں گا۔"

باپ اور بیٹے دونوں راضی ہو گئے۔ لیکن ٹھیک اسی وقت اللہ نے ان پر اپنی مہربانی کی اور بیٹے کے بدلے ایک مینڈھا قربان کرنے کا حکم دے دیا۔ عید کے دن جو قربانی کی جاتی ہے وہ اسی واقعہ کی یاد منانے کے لیے کی جاتی ہے۔ مسلمان قربانی کر کے یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ کا تابعدار ہے اور اللہ کی خوشی کے لیے وہ اپنا مال، اولاد اور جان سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔

قربانی اسلام کا ایک ضروری حکم ہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا "سب سے پہلا کام

جو ہم آج کے دن (بقرعید) کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں پھر واپس جا کر قربانی کرتے ہیں۔"

قربانی کے لیے بکرا، بکری، مینڈھا یا بھیڑ پورے ایک سال کا ہونا چاہیے۔ گائے، بیل، بھینس اور بھینسا دو برس سے کم کا نہ ہو اور اونٹ پانچ سال کا ہونا چاہیے۔ اس سے کم عمر والے جانور کی قربانی نہیں ہو سکتی۔ جو جانور اتنا بوڑھا اور کمزور ہو کہ آسانی کے ساتھ چل پھر نہ سکتا ہو اس کی قربانی کرنا ٹھیک نہیں۔

جو جانور کانا ہو، اندھا، لنگڑا، لولا ہو یا جس کے کان کٹے ہوں اس کی قربانی بھی نہیں ہو سکتی۔ بکرا، بکری، مینڈھا یا بھیڑ ایک آدمی کی طرف سے ایک ہی ہو سکتی ہے لیکن گائے، بیل، بھینس، بھینسا اور اونٹ میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔

قربانی عید کی نماز کے بعد کرنا چاہیے۔ نماز سے پہلے قربانی نہیں ہو سکتی۔ دس تاریخ کو عید کی نماز کے بعد سے لے کر بارہ تاریخ تک سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنے کا وقت ہے۔ قربانی کا گوشت غریبوں کو دو، رشتہ داروں اور ملنے جلنے والوں کو کھلاؤ اور خود بھی کھاؤ۔

عید الاضحیٰ جس مہینے میں ہوتی ہے اس کا نام ذی الحجہ ہے اس مہینے کی نو تاریخ کو حج ہوتا ہے اور دس تاریخ کو عید ہوتی ہے۔ ذی الحجہ

کی نویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد سے لے کر تیرہویں تاریخ کو عصر کی نماز کے بعد تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیر پڑھی جاتی ہے۔ تکبیر آواز سے پڑھنا چاہیے :-

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

(اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے

اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

اللہ بڑا ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں)

جنازے کی نماز

مرنے کے بعد مردے کے لیے سب مل کر دعا کرتے ہیں اسے جنازے کی نماز کہتے ہیں۔ جنازے کی نماز پڑھنے کی ترکیب یہ ہے۔

جب مردے کو نہلا دھلا کر اور پاک کفن پہنا کر دفن کرنے کے لیے تیار کریں تو سب لوگ قبلے کی طرف منھ کر کے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں۔ صفیں اگر تین، پانچ یا سات (یعنی طاق) ہوں تو اچھا ہے ایک امام بنے۔ جنازہ امام کے سامنے رکھا جائے۔ امام مردے کے سینے کے مقابلے میں قبلے کی طرف منھ کر کے کھڑا ہو اور یہ نیت کرے کہ میں اللہ کے لیے اس جنازے کی نماز پڑھتا ہوں۔ سب لوگ یہی نیت کریں

لیکن امام اپنے امام ہونے کی اور دوسرے لوگ امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی نیت کریں۔

امام زور سے اللہ اکبر کہے اور اسی طرح ہاتھ باندھ لے جیسے اور نمازوں میں باندھے جاتے ہیں۔ دوسرے لوگ اللہ اکبر دھیرے سے کہیں اور ہاتھ باندھ لیں۔ اب امام اور دوسرے سب لوگ چپکے چپکے ثنا پڑھیں۔ پھر امام زور سے اور دوسرے لوگ دھیرے سے اللہ اکبر کہیں اور سب چپکے چپکے وہی درود پڑھیں جو نماز میں بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔ درود پڑھ کر پھر امام زور سے اور دوسرے لوگ دھیرے سے اللہ اکبر کہیں اور یہ دعا پڑھیں:۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا	اے اللہ! تو بخش دے ہمارے زندوں کو
وَمَیِّتِنَا	اور ہمارے مردوں کو
وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا	اور ان سب کو جو حاضر ہیں یا غائب ہیں۔
وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا	اور جو چھوٹے ہیں یا بڑے۔
وَذَکَرِنَا وَاُنْثٰنَا	اور مرد ہیں یا عورتیں۔
اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ	اے اللہ! ہم میں سے تو جس کو زندہ رکھے
مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ	تو اسے اسلام پر زندہ رکھ۔
وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا	اور جسے موت دے۔

فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔ تو اسے ایمان کے ساتھ موت دے۔

اس کے بعد امام زور سے اور دوسرے لوگ دھیرے سے اللہ اکبر کہیں اور پھر امام زور سے اور دوسرے لوگ دھیرے سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے پہلے داہنی طرف اور پھر بائیں طرف سلام پھیر دیں۔

جنازے کی نماز میں تکبیروں کے سوا جو کچھ پڑھا جاتا ہے وہ امام بھی چپکے چپکے پڑھتا ہے اور دوسرے لوگ بھی۔

روزے کا بیان

سویرے پو پھٹنے سے لے کر شام کو سورج کی ٹکیہ چھپ جانے تک کھانا، پینا اور عورت اور مرد کے "خاص" تعلق کو روزے کی نیت سے چھوڑ دینے کا نام روزہ ہے۔

سال بھر میں ایک مہینہ رمضان میں پورے مہینے کے روزے رکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہیں۔ ان کے فرض ہونے سے انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ان کو کسی مجبوری کے بغیر چھوڑنے والا بہت بڑا گناہ گار ہوتا ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے لیے رمضان کے روزے چھوڑنے

کی اجازت ہے:-

۱- دیوانہ جس کو اپنا ہوش ہی نہ ہو۔

۲- بیمار جس کو روزہ رکھنے سے بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہو۔

۳- مسافر۔

۴- وہ عورتیں جن کو ماہواری یا بچہ پیدا ہونے کے بعد کی ناپاکی ہو۔

لیکن ان سب صورتوں میں جب مجبوری دور ہو جائے تو جتنے دن کے روزے چھوٹے ہوں اتنے دن کے روزے دوسرے دنوں میں رکھنا ضروری ہیں۔

روزے کے لیے نیت کرنا ضروری ہے۔ نیت کرنے کے لیے دل میں ارادہ کر لینا کافی ہے۔ زبان سے بھی کہہ لو تو اچھا ہے۔ رمضان کے روزے کی نیت رات سے ہی کرنا چاہیے۔ نہیں تو دوپہر سے پہلے پہلے نیت کر لینا ضروری ہے۔ روزے کے لیے سویرے پو پھٹنے سے پہلے کچھ کھانے کو سحری کہتے ہیں۔ سحری کھانا بڑا ثواب ہے۔ بھوک نہ ہو تو بھی دو ایک لقمہ کھا لو۔ یا پانی ہی پی لو۔

کَفَّارَہْ

روزہ رکھ کر توڑ ڈالنا بہت بڑا گناہ ہے۔ جان بوجھ کر روزہ

توڑنے والے کو کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ روزے کا کفارہ یہ ہے کہ یا تو دو مہینے تک لگاتار روزے رکھے۔ بیچ میں اگر کسی دن روزہ چھوٹ جائے گا تو پھر نئے سرے سے روزے رکھنا شروع ہوں گے اور اگر اتنے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ غریبوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ۔

جن صورتوں میں روزہ توڑنے سے قضا (روزے کے بدلے ایک روزہ رکھنا) اور کفارہ دونوں ضروری ہیں وہ یہ ہیں:-

۱۔ جان بوجھ کر کچھ کھا لینا۔

۲۔ جان بوجھ کر مباشرت کرنا۔

کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے روزہ تو ٹوٹ جاتا ہے اور پھر اس روزے کے بدلے ایک اور روزہ بھی رکھنا پڑتا ہے لیکن کفّارہ ضروری نہیں ہوتا۔ وہ یہ ہیں:-

۱۔ زبردستی کوئی منہ میں کچھ ڈال دے اور وہ حلق سے نیچے اتر جائے۔ ۲۔ روزہ یاد ہو لیکن کلی کرتے ہوئے غلطی سے پانی حلق میں اتر جائے۔ ۳۔ کوئی ایسی چیز نگل لینا جو کھائی نہیں جاتی ہے جیسے پتھر، کوئلہ، کاغذ یا مٹی وغیرہ۔ ۴۔ غلطی سے ایسے وقت سحری کھانا کہ جب سویرا ہو چکا ہو یا ایسے وقت افطار کر لینا کہ ابھی سورج نہ ڈوبا ہو۔

اگر تم یہ بھول جاؤ کہ تمھارا روزہ ہے اور کچھ کھا پی لو تو روزہ نہ ٹوٹے گا چاہے پیٹ بھر کر ہی کھانا کیوں نہ کھا لیا ہو لیکن جب یاد آجائے تو کچھ نہ کھانا چاہیے۔ اگر کوئی یہ سمجھ کر کہ اب تو روزہ ٹوٹ ہی گیا ہے اس کے بعد جان بوجھ کر کھائے گا تو پھر اسے اس روزے کے بدلے دوسرا روزہ رکھنا پڑے گا۔

نفل روزہ

رمضان کے سوا دوسرے دنوں میں بھی روزہ رکھا جاتا ہے یہ نفل روزے کہلاتے ہیں۔ نفل روزوں کا بڑا ثواب ہے۔ اگر کوئی نفل روزہ رکھ کر توڑ دے تو اسے پھر اس کے بدلے دوسرا روزہ رکھنا پڑے گا۔ نفل روزوں کے لیے کفارہ نہیں ہوتا۔ سال میں پانچ دن ایسے ہیں کہ ان میں نفل روزہ رکھنا بھی حرام ہے۔ وہ یہ ہیں:۔
عید الفطر کا دن، عید الاضحیٰ کا دن اور اس کے بعد ذی الحجہ کی گیارہ بارہ اور تیرہ تاریخ۔

زکوٰۃ کا بیان

مال دار لوگوں کے لیے اپنے مال میں سے ایک مقررہ حصہ

ہر سال غریبوں اور محتاجوں کے لیے نکالنا فرض ہے۔ اسے زکوٰۃ
کہتے ہیں۔ زکوٰۃ کے فرض ہونے سے انکار کرنے والا کافر اور فرض
ہونے کے بعد اسے ادا نہ کرنے والا بہت بڑا گناہ گار ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کن پر فرض ہے؟

جس کسی کے پاس سال بھر تک اتنی نقدی یا تجارت کا
سامان یا سونا چاندی رہے جو قیمت میں ساڑھے باون تولے
چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کے برابر یا اس سے زیادہ
ہو تو اس پر زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ کل مال کا ڈھائی فی صدی زکوٰۃ
دینا چاہیے۔ زکوٰۃ جانوروں کے دھن اور کھیتی اور باغوں کی پیداوار
پر بھی دی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں دوسری کتابوں میں دیکھنا
چاہیے یا جاننے والوں سے پوچھ لینا چاہیے۔

حج کا بیان

حج کے دنوں میں کعبے کی زیارت کرنا اور عرفات کے میدان
میں کھڑا ہونا بہت بڑی عبادت ہے۔ اسی کا نام حج ہے۔ زندگی میں
ایک بار ہر ایسے مسلمان پر حج فرض ہے جو کعبے تک آنے اور جانے

خرچ اٹھا سکتا ہو۔ حج کے فرض ہونے سے انکار کرنے والا کافر
جاتا ہے اور اگر آنے جانے کا خرچ اٹھا سکتا ہو اور پھر بھی حج کو
جائے تو بہت بڑا گناہ گار ہوتا ہے۔ حج کے بارے میں ضروری
ں دوسری کتابوں میں دیکھنا چاہییں یا جاننے والوں سے
یافت کر لینا چاہییں۔

دعوت اور تبلیغ

تم پڑھ چکے ہو کہ اللہ نے رسولوں میں سب سے آخر میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا۔ حضرت کے بعد کوئی دوسرا رسول نہیں آئے گا۔ اللہ نے آپؐ کے ذریعہ اپنا پورا دین اپنے بندوں کے لیے بھیج دیا۔ اب قیامت تک دنیا کے سارے انسانوں کے لیے یہی ایک ایسا طریقہ ہے جس پر انھیں اپنی زندگی گزارنا چاہیے اسی میں ان کا بھلا ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جس پر چل کر انسان اپنے سچے مالک کو خوش کر سکتا ہے۔ اسی راستے پر چلنے سے اسے اس دنیا اور اس کے بعد آخرت میں سچی کامیابی مل سکتی ہے۔

سب سے پہلے یہ ذمہ داری اللہ کے رسولوں کی ہوتی تھی وہ اللہ کے بندوں تک اللہ کا دین پہنچائیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کی طرف سے اس بات کے ذمہ دار بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ نے اللہ کے حکم سے اللہ کا دین لوگوں تک پہنچایا۔ اللہ کے دین پر خود چل کر دکھایا اور ایک ایک بات اچھی طرح کھول کر

سمجھا دی۔ آپ کے بعد یہ کام ان لوگوں کا ہے جو آپ کے لائے ہوئے
دین کو ماننے والے ہیں اور آپ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے ہیں۔
مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے دین کو دوسرے انسانوں
تک پہنچائیں۔ اگر مسلمان اپنا یہ فرض پورا نہ کریں تو ان سے اس کے متعلق
آخرت میں پوچھا جائے گا۔ اللہ کے دین کو پھیلانے اور اللہ کے بھیجے ہوئے
حکموں کو اس کے سب بندوں تک پہنچانے کا نام تبلیغ ہے اسی
کو دین کی خدمت کہتے ہیں۔ اسی کا نام دعوت ہے۔ عربی زبان میں کسی کو
کسی کام کے لیے بلانے کو دعوت کہتے ہیں۔

آج کل دعوت اور تبلیغ کے اس فرض کو پورا کرنے کے لیے ہر
ہر مسلمان کو جو کچھ کرنا چاہیے اسے سمجھ لو اور جہاں تک بن پڑے اس کام
کو پوری لگن کے ساتھ کرتے رہو۔

۱۔ سب سے پہلے تو تم یہ فیصلہ کرو کہ تم کو یہ کام کرنا ہے اور ہر حال
میں کرنا ہے۔ جب تک کسی کام کے کرنے کا پکا ارادہ نہ ہو آدمی اسے
لگاتار نہیں کرسکتا۔ وہی نیکی اللہ کو پسند ہے جو چاہے تھوڑی ہو لیکن تم
اسے برابر کرتے رہو۔ جو کام کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا وہ کبھی ٹھیک نہیں ہوتا
۲۔ یہ کام سب سے پہلے ان لوگوں میں شروع کرو جو تم سے سب سے
زیادہ قریب ہیں۔ تمھارے چھوٹے جو تمھاری بات سن سکتے ہیں ان کو

پیار اور محبت سے دین کی باتیں سمجھاؤ۔ اپنے ساتھیوں، دوستوں اور برابر والوں کو بتاؤ، اور اگر ہو سکے تو اچھے طریقے سے اپنے بڑوں کو بھی یہ باتیں سناؤ۔ اس طرح دین کی باتیں دوسروں تک پہنچانے سے دوسروں کو تو فائدہ ہوتا ہی ہے خود تم کو فائدہ ہوتا ہے، تمھارا علم بڑھتا ہے، اچھی باتیں تمھارے دل میں بیٹھتی چلی جاتی ہیں اور پھر تم بُری باتوں سے بچنے لگتے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم کسی سے کوئی اچھا کام کرنے کو کہو اور خود اُسے نہ کرو۔

۲۔ جن لوگوں تک تم اللہ کے دین کو پہنچانے کا ارادہ کرو، پہلے کوشش کرو کہ ان کے دلوں میں تمھاری جگہ پیدا ہو جائے۔ اس لیے لوگوں کی خدمت کرنا اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرنا اللہ نے بڑے ثواب کا کام بتایا ہے۔ اس خدمت اور محبت کے برتاؤ کے لیے تم کو یہ نہ دیکھنا چاہیے کہ کون مسلم ہے اور کون غیر مسلم، اللہ کا دین صرف مسلمانوں کے ہی لیے نہیں ہے۔ وہ تو اللہ کے پیدا کیے ہوئے سا[رے] انسانوں کے لیے ہے اور تم کو اسے ہر اس انسان تک پہنچانا ہے جس تک تم پہنچا سکو۔ انسانی ہمدردی سب کے لیے ہے۔ اس طرح خدمت کرنے کی کچھ صورتیں یہاں لکھی جاتی ہیں :-

جو لوگ تمھارے پڑوس میں رہتے ہوں چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم

ان سے تمھارے تعلقات اچھے ہونے چاہییں۔ تم کو کبھی کبھی ان کے پاس جانا چاہیے۔ ان میں کوئی بیمار ہو جائے تو اسے پوچھنے کے لیے جاؤ۔ جہاں تک ہو سکے بیمار کی دوا دارو یا اور کسی طرح کی دوڑ دھوپ میں گھر والوں کا ہاتھ بٹاؤ۔ بازار ہاٹ کا کوئی کام ہو تو جا کر معلوم کرو اور اسے کر دو۔ جب تم اس تلاش میں رہو گے تو تم کو خدمت کرنے کے لیے بہت سے موقعے مل جائیں گے۔ ہر آدمی دوسروں کی مدد کا محتاج ہے۔ یہ تمھارا کام ہے کہ تم یہ پتہ لگاؤ کہ دوسروں کو کب تمھاری مدد کی ضرورت ہے۔

ہو سکتا ہے کہ تمھارے پڑوس میں کوئی غریب اور محتاج آدمی ہو۔ اس کا بڑا خیال رکھو۔ جہاں تک ہو سکے اس کی مدد کرو۔

اسی طرح اپنے چھوٹوں، برابر والوں اور اپنے بڑوں کے دلوں میں اپنی محبت اور خدمت سے جگہ پیدا کرو۔

۴۔ سب سے پہلے لوگوں کے دلوں میں اللہ کے بارے میں ٹھیک ٹھیک یقین اور علم بٹھانا چاہیے۔ اس کے متعلق تم کو اسی کتاب کے شروع میں بہت سی باتیں بتائی گئی ہیں۔ اس کے بعد آخرت کا یقین دل میں بٹھانا چاہیے۔ جب تک آدمی کو اپنے اس مالک کے سامنے کھڑے ہونے کا دھیان نہ ہو وہ کبھی برے راستے کو چھوڑ کر اچھی

باتوں کی طرف نہیں آسکتا۔ اس طرح دھیرے دھیرے وہ سب باتیں
دلوں میں بٹھانا چاہییں جن پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جب تک
ایمان پکّا نہ ہوگا تم لوگوں کو کسی کام پر جا نہیں سکتے۔ اگر تمھارے کہنے
سے دو چار روز وہ کوئی کام کر بھی لیں گے تو پھر چھوڑ دیں گے۔

۵۔ لوگوں کو دین کی باتیں بتانے کے لیے انھیں کتابیں پڑھواؤ
یا پڑھ کر سناؤ اور سمجھاؤ۔ اس کام کے لیے لوگوں کے پاس جاؤ انھیں
اکٹھا کرو۔ اکٹھے نہ ہو سکیں تو ایک ایک کو ہی سناؤ۔ محبت اور دل کی
لگن سے جو کام کیا جاتا ہے اس کے لیے کوئی نہ کوئی راستہ نکل ہی آتا ہے۔

۶۔ بُرائی کو دور کرنے اور نیکی پھیلانے کا کام مِل جُل کر کیا جاتا
ہے۔ تمھاری بستی میں اگر کچھ اور لوگ یہ کام کر رہے ہوں تو ان کے ساتھ
مِل کر کام کرو۔ کوئی نہ کر رہا ہو تو اکیلے کرو اور کوشِش کرو کہ تمھارے
ساتھی پیدا ہو جائیں۔

۷۔ جب کچھ لوگ تمھاری بات سننے لگیں اور ان کے دل میں
اللہ کے حکموں پر چلنے کا شوق پیدا ہو جائے تو سب سے پہلے نماز پڑھانے
کی کوشِش کرو۔ لوگوں کو نماز یاد نہ ہو تو یاد کراؤ۔ کلمہ یاد نہ ہو تو یاد کراؤ۔
کلمے اور نماز کا مطلب سمجھاؤ۔ اس طرح دھیرے دھیرے کام کرتے رہو۔

۸۔ دین کی باتیں بتانے اور سمجھانے کے بعد بھی اگر لوگ بے پروائی

کریں تو اس سے نا امید نہ ہو اور نہ ان لوگوں کو بُرا بھلا کہو۔ یہ کام بڑے ٹھنڈے دل سے کرنے کا ہے۔ برابر کرتے رہو۔ تم کو تمھارے کام کا بدلہ اللہ سے ملے گا۔ تمھارے کامیاب ہونے کے لیے اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ لوگ تمھاری بات مان بھی لیں۔ یہ کام بہت دیر میں ہوتا ہے۔ یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے سامنے اللہ کی خوشی اور آخرت کے بدلے کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو۔

۹۔ جب تم دین کا کام کرنے کا ارادہ کر لو تو اپنے اوپر بہت کڑی نظر رکھو۔ تمھارا کوئی کام اللہ کے حکموں سے باہر نہ ہونا چاہیے۔ آج کل جو اللہ کا دین لوگوں کے دلوں میں جگہ پیدا نہیں کرتا اس کا بڑا سبب یہی ہے کہ مسلمانوں کی زندگی اسلام کے راستے پر نہیں ہے۔ اگر تمھاری زندگی میں بھی کوئی ایسی بات ہو گی تو تمھاری بات کمزور رہے گی۔ کبھی جھوٹ نہ بولو[1] چاہے کتنا ہی بڑا نقصان اور کیسا ہی فائدہ سامنے کیوں نہ ہو۔

---

[1] آج کل لوگوں کے لیے جھوٹ سے بچنا بڑا مشکل کام ہو گیا ہے بات یہ ہے کہ وہ ایسے کام کرتے رہتے ہیں جن کو دوسروں سے چھپانا چاہتے ہیں اور اسی لیے ایک بُرائی کو چھپانے کے لیے دس جھوٹ بولتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ لوگوں کے دل میں لالچ رہتا ہے اور وہ چھوٹے چھوٹے فائدوں کے لیے جھوٹ بولا کرتے ہیں۔ تم اگر جھوٹ سے بچنے کا فیصلہ کر دگے تو تم کو سب سے پہلے اپنی پوری زندگی کو بدلنا ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ تم کو بہت سے کام چھوڑنا پڑیں اور بہت سے سامنے دکھائی دینے والے فائدوں سے ہاتھ دھونا پڑے۔

کسی کو دھوکا نہ دو۔ پیٹھ پیچھے لوگوں کی بُرائی سے بچو۔ لین دین میں کھرے بنو۔ کسی ایسے کام میں حصہ نہ لو جو اللہ کے حکموں کے خلاف ہو۔ نماز کی پابندی کرو اور نماز کو زیادہ سے زیادہ اچھا کرنے کی کوشش کرتے رہو۔

۱۰۔ آج کل ہماری سوسائٹی میں سیکڑوں باتیں ایسی گھس آئی ہیں کہ اُن کا رواج ہو جانے سے لوگ انھیں بُرا بھی نہیں سمجھتے اس لیے تم کو بڑی چھان بین کرنا پڑے گی اور بہت سی ایسی باتوں کو بھی چھوڑنا پڑے گا جن کو لوگ بُرا نہیں جانتے لیکن دراصل وہ بُری ہوتی ہیں۔ تمھارے لیے تو ہر وہ بات بُری ہے جسے اللہ اور اُس کے رسولؐ نے بُرا بتایا ہے چاہے اس کا کیسا ہی رواج کیوں نہ ہو گیا ہو، ایسی کچھ چیزیں یہ ہیں:۔

سود لینا اور دینا۔ لاٹری اور کارنیوال کے نام سے جوا کھیلنا، معمے بھرنا۔ سینما دیکھنا۔ عورتوں کا بے پردہ گھر سے باہر نکلنا۔ عورتوں کی تصویروں سے گھروں کو سجانا۔ بلیک مارکٹ کرنے۔ چُنگی چُرانے بکری ٹیکس اور انکم ٹیکس بچانے کے لیے جھوٹے رجسٹر بھرنا اور بات بات پر کسی جھجک کے بغیر جھوٹ بولنا۔ قسم کھانا۔ بے ٹکٹ سفر کرنا، رشوت دینا اور رشوت لینا۔ عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں دینا۔ دودھ، گھی اور دوسری چیزوں میں ملاوٹ کر دینا۔

۱۱۔ مسلمانوں میں مذہب کے نام پر بہت سی باتیں ایسی ہونے

لگی ہیں جو دین کے خلاف ہیں، ان کے بارے میں بھی ٹھیک بات معلوم کرتے رہو اور غلط باتوں سے ہمیشہ دور رہو۔ شیطان لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ایسے کام کرا دیتا ہے جن سے دین برباد ہو جاتا ہے ایسے کاموں میں سے کچھ یہ ہیں :۔

۱۔ قبروں اور تعزیوں پر چڑھاوے چڑھانا۔

۲۔ اللہ کے سوا دوسروں کے نام کی منت ماننا۔ قبروں پر جاکر سجدے کرنا اور نیاز دلانا اور ان سے مرادیں مانگنا۔

۳۔ عرس اور میلوں میں جاکر ناچ دیکھنا اور گانا سُننا۔

۴۔ موت، شادی اور پیدا ہونے کے وقت ایسی رسمیں پوری کرنا جو دین کے خلاف ہوں۔

تم ایسی باتوں کے بارے میں پہلے کسی جاننے والے سے پوچھ لو اس کے علاوہ تم کسی رسم اور رواج کی پابندی نہ کرو۔

دوسرے لوگوں کو ان غلط باتوں سے روکنے کے لیے بڑی سمجھ اور سوجھ بوجھ سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ تم کوشش کرو کہ خدا، آخرت اور اللہ کے رسولؐ کی بتائی ہوئی باتوں کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں ایسا ایمان پیدا کردو کہ وہ دین کے خلاف باتوں سے خود ہی بچنے لگیں۔ جو لوگ سب سے پہلے مسلمانوں کے ان غلط کاموں

کو ہی لے کر بیٹھ جاتے ہیں، ان کو لوگ ایسی باتوں میں اُلجھا دیتے ہیں کہ پھر وہ دین کا اصلی کام بھی نہیں کر پاتے۔ تم کو اس بارے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ اس طرح کی باتوں میں کبھی نہ اُلجھو۔ آج کل کے دنیا دار مولوی ایسی باتوں میں بہت اُلجھتے رہتے ہیں۔ یہ کام اُن ہی کے لیے چھوڑ دو، اور اگر کہیں لوگ تم کو اُلجھا ہی لیں تو تم اپنی بات بند کر دو اور بات کو کبھی آگے نہ بڑھاؤ۔ دین کا کام کرنے والوں کا راستہ روکنے کے لیے آج کل شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار یہی ہے تم کو اس سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ